RGD. E. P. No. 861

جلد ۶ | ۲۱ تبلیغ ۱۳۳۶ ہش ۔ ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ ۔ ۲۱ فروری ۱۹۵۷ء | نمبر ۷

اخبار احمدیہ

۲۱ فروری ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند روز کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں ۔ اور بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں ۔

احباب کرام اپنے مقدس آقا کی مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور لمبی عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں ؎

علامات المقربین

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اس لئے کہ عاشق یار یگانہ ہیں
ان کو خدا نے غیروں سے بخشا ہے امتیاز
ان کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز
جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بدشعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں
جب ان کے مارنے کیلئے چال چلتے ہیں
جب ان سے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں
تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے
کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

(کلام مسیح موعودؑ)

تحقیقاتی عدالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا بیان

ذیل میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کا وہ بیان درج کیا جاتا ہے ۔ جو تحقیقاتی عدالت میں بتاریخ ۱۳ ۔ ۱۴ ۔ ۱۵ جنوری ۱۹۵۴ء بصورت شہادت قلمبند ہوا ۔ اصل بیان اظہار کردہ عدالت حسالیہ انگریزی میں ہے ۔ اور ذیل میں مکمل بیان کا اردو ترجمہ اخبار المصلح کراچی بابت ۔ ۱۷ فروری ۱۹۵۷ء سے نقل کیا جاتا ہے ۔ اگرچہ حضور کے بیان کا کچھ حصہ بدر کی چند گزشتہ اشاعتوں میں اخبار رحمت لاہور کے حوالہ سے درج کیا گیا تھا لیکن یہ ترجمہ زیادہ صحیح اور جامع ہونے کی وجہ سے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے ۔ حضرت اقدس کا یہ بیان نہایت اہم اور ضروری اسلامی امور کے متعلق صحیح طور پر روشنی ڈالتا ہے ۔ ساتھ ہی احمدیہ جماعت کے متعلق غیر احمدیوں اور اسلام کے متعلق غیر مسلموں کی غلط فہمیوں کے ازالہ کا بھی موجب ہے ۔ امید ہے کہ احباب اس سے کما حقہٗ فائدہ اٹھائیں گے ۔ (ادارہ)

بجواب سوالات عدالت بتاریخ ۱۳ جنوری ۱۹۵۴ء

سوال ۔ کیا وہ تحریری بیان جو ۲۲ جولائی ۱۹۵۳ء کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے اس عدالت میں پیش کیا گیا ۔ اور جس کی تصدیق مرزا عزیز احمد نے کی اور جس پر مسٹر بشیر احمد ۔ مسٹر اسد اللہ خاں اور مسٹر غلام مرتضیٰ نے دستخط کئے وہ صحیح طور پر آپکی جماعت کے خیالات کی ترجمانی کرتا ہے ؟

جواب ۔ جی ہاں ۔ ایسی چند غلطیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے جو سہواً رہ گئی ہوں ۔

سوال ۔ تحقیقاتی عدالت نے آپکی انجمن سے کچھ سوالات پوچھے تھے جن کا جواب ۔ اگزیبٹ نمبر ۳۰۳ کی صورت میں موجود ہے کیا یہ جواب بھی صحیح طور پر آپ کی جماعت کے نظریات کی ترجمانی کرتا ہے ؟

جواب ۔ جی ہاں ۔ یہ جواب مجھے دکھایا گیا تھا اور یہ میری جماعت کے نظریات کی صحیح طور پر ترجمانی کرتا ہے لیکن اس دستاویز کے بارہ میں بھی کسی اتفاقی سہو کے متعلق رعایت ملحوظ رکھی جانی چاہئے ۔

سوال ۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کے بیان کے جواب میں بھی اس عدالت کے سامنے ایک بیان دستاویز ۲۲۳ پیش کیا گیا تھا کیا آپ نے اس بیان کو دیکھ لیا تھا ؟

جواب ۔ یہ بیان مجھ سے مشورہ لینے کے بعد تیار کیا گیا تھا ۔ اور غالباً میں نے اس کو پڑھا بھی تھا اس کے متعلق بھی وہی رعائت مدنظر رکھتے ہوئے جس کا میں نے دوسری دو دستاویزات کے متعلق ذکر کیا ہے سمجھا جانا چاہیئے کہ یہ اس جماعت کے نظریات کی ترجمانی ہے جس کا میں امیر ہوں ۔

سوال ۔ رسول کون ہوتا ہے ؟

جواب ۔ رسول اسے کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مقصد کے لئے انسانوں کی راہ نمائی کی غرض سے مامور کیا ہو ۔

سوال ۔ کیا نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے ؟

جواب ۔ صفات کے لحاظ سے دونوں میں خاص فرق نہیں ۔ وہی شخص اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لاتا ہے رسول کہلائے گا ۔ لیکن ان لوگوں کے لحاظ سے جن کی طرف وہ خدائی پیغام لاتا ہے وہ نبی کہلائیگا اس طرح وہی ایک شخص رسول بھی ہوگا اور نبی بھی ۔

سوال ۔ آپکے نزدیک آدمؑ سے لیکر اب تک کتنے رسول یا نبی گذرے ہیں ؟

جواب ۔ غالباً اس بارہ میں کوئی بات قطعی طور پر نہیں کہی جا سکتی ۔ احادیث میں ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان ہوتی ہے ۔

سوال ۔ کیا آدمؑ ۔ نوحؑ ۔ ابراہیمؑ ۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ رسول تھے ؟

جواب ۔ آدمؑ کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ ان کو بعض لوگ صرف نبی یقین کرتے ہیں اور رسول نہیں سمجھتے ۔ مگر میرے نزدیک یہ سب رسول بھی تھے اور نبی بھی ۔

سوال ۔ ولی کس کو کہتے ہیں ؟

جواب ۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتا ہے

سوال ۔ اور محدث کون ہوتا ہے ؟

جواب ۔ وہ جس سے اللہ کلام کرتا ہے ۔

سوال ۔ اور مجدد کس کو کہتے ہیں ؟

جواب ۔ وہ جو اصلاح اور تجدید کرتا ہے محدث ہی کا دوسرا نام مجدد ہے ۔

سوال ۔ کیا ولی ۔ محدث یا مجدد کو وحی ہو سکتی ہے ؟

جواب ۔ جی ہاں ۔

سوال ۔ ان پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے ؟

جواب ۔ وحی کے معنے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو وحی پانے والے پر مختلف طریق سے نازل ہو سکتا ہے ۔ وحی کے نازل ہونے کا ایک طریق یہ ہے کہ جس پر وحی نازل ہوتی ہے ۔ اس کے سامنے ایک فرشتہ ظاہر ہوتا ہے ۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ جس شخص پر وحی نازل ہوتی ہے ۔ وہ بعض الفاظ سنتا ہے ۔ لیکن کلام کرنے والے کو نہیں دیکھتا ۔ وحی کا تیسرا طریق من وراء حجاب ہے (پردے کے پیچھے سے) یعنی رؤیا کے ذریعہ سے ۔

سوال ۔ کیا فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل کسی ولی ۔ محدث یا مجدد پر وحی لا سکتے ہیں ؟

جواب ۔ جی ہاں ۔ بلکہ مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ دیگر افراد پر بھی ۔

سوال ۔ ایک ولی ۔ محدث یا مجدد پر نازل ہونے والی وحی کا کیا موضوع ہو سکتا ہے ؟

جواب ۔ جس پر وحی نازل ہوتی ہو ۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار یا آئندہ آنے والے واقعات کی خبر یا کسی پہلی نازل شدہ کتاب کے متن کی وضاحت ۔

سوال ۔ کیا ہمارے نبی کریمؐ پر صرف جبرائیل کے ذریعہ ہی وحی نازل ہوتی تھی ؟

جواب ۔ یہ درست نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہر وحی حضرت جبرائیل ہی لاتے تھے ۔ ہاں یہ درست ہے کہ وحی خواہ ایک نبی یا ولی یا محدث یا مجدد پر نازل ہو وہ حضرت جبرائیل کی نگرانی میں نازل ہوتی ہے ۔

سوال ۔ وحی اور الہام میں کیا فرق ہے ؟

جواب ۔ کوئی فرق نہیں ۔

سوال ۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب پر حضرت جبرائیل وحی لاتے تھے ؟

جواب ۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہر وحی حضرت جبرائیل کی نگرانی میں نازل ہوتی ہے ۔ حضرت مرزا صاحب کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیل ایک دفعہ ان پر نظر آنے والی صورت میں ظاہر ہوئے تھے ۔

سوال ۔ کیا مرزا صاحب اصطلاحی (Dogmatic) معنوں میں نبی تھے ؟

جواب ۔ میں نبی کی کوئی اصطلاحی (Dogmatic) تعریف نہیں جانتا ۔ میں اس شخص کو نبی سمجھتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی کہا ہو ۔

سوال ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو نبی کہا ہے ؟

جواب ۔ جی ہاں ۔

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر بدر محلہ احمدیہ قادیان سے شائع کیا

سوال - مرزا صاحب نے پہلی مرتبہ کب کہاں نبی ہونے کا دعویٰ کیا؟ کیا آپ تاریخ بتلائیے ۱۸۹۱ء میں ان کی کسی تحریر کا حوالہ دیجئے۔

جواب - جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے ۱۸۹۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

سوال - کیا ایک نبی کے ظہور سے ایک نئی امت پیدا ہوتی ہے؟

جواب - جی نہیں۔

سوال - کیا اس کے آنے سے ایک نئی جماعت پیدا ہوتی ہے؟

جواب - جی ہاں۔

سوال - کیا ایک نئے نبی پر ایمان لانا، دوسرے لوگوں کے متعلق اس کے ماننے والوں کے رویہ پر اثر انداز نہیں ہوتا؟

جواب - اگر تو آنے والا نبی صاحب شریعت ہے تو اس سوال کا جواب اثبات میں ہے لیکن اگر وہ کوئی نئی شریعت نہیں لاتا۔ تو دوسروں کے متعلق اس کے ماننے والوں کے رویہ کا انحصار اس سلوک پر ہوگا۔ جو دوسرے لوگ ان کے ساتھ کرتے ہیں۔

سوال - کیا دوسرے مفہوم کے لحاظ سے احمدی ایک جداگانہ کلاس نہیں ہیں؟

جواب - ہم کوئی نئی امت نہیں ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ ہیں۔

سوال - کیا ایک احمدی کی اولین وفاداری اپنی مملکت کے ساتھ ہوتی ہے یا کہ اپنی جماعت کے امیر کے ساتھ؟

جواب - یہ بات ہمارے عقیدہ کا حصہ ہے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہوں۔ اسی کی حکومت کی اطاعت کریں۔

سوال - کیا ۱۸۹۱ء سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب نے بار بار نہیں کہا تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں۔ اور یہ کہ ان کی وحی وحیِ نبوت نہیں بلکہ وحیِ ولایت ہے؟

جواب - انہوں نے ۱۹۰۰ء میں لکھا تھا کہ اس وقت تک ان کا خیال تھا کہ ایک شخص صرف اس صورت میں ہی نبی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتلایا کہ نبی ہونے کے لئے شریعت کا لانا ضروری شرط نہیں ہے اور یہ کہ ایک شخص نئی شریعت لانے کے بغیر بھی نبی ہو سکتا ہے۔

سوال - کیا مرزا غلام احمد صاحب معصوم تھے؟

جواب - اگر تو لفظ معصوم کے معنے یہ ہیں کہ نبی کبھی بھی کوئی غلطی نہیں کر سکتا تو ان معنوں کے لحاظ سے کوئی فرد بشر بھی معصوم نہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی ان معنوں کے لحاظ سے معصوم نہ تھے۔ جب معصوم کا لفظ نبی کے متعلق بولا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس شریعت کے کسی حکم کی جس کا وہ پابند ہو خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی قسم کے گناہ کا خواہ وہ کبیرہ ہو یا صغیرہ مرتکب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ مکروہات کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ کئی نبی ایسے گذرے ہیں جو کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ وہ امور جو شریعت سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ ان کے بارہ میں نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے۔ مثلاً دو فریق مقدمہ کے درمیان تنازعہ کے بارہ میں اس سے غلط فیصلہ کا صادر ہوجانا ناممکن نہیں ہے۔

سوال - آپ اس سوال کا جواب کس رنگ میں دے سکتے ہیں۔ کہ آیا مرزا غلام احمد صاحب کس مفہوم کے مطابق معصوم تھے؟

جواب - وہ ان معنوں میں معصوم تھے کہ وہ کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ نہیں کر سکتے تھے۔

سوال - کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ دوسرے انسانوں کی طرح مرزا صاحب بھی روز حساب اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہوں گے؟

جواب - قیاس یہی ہے کہ انہیں اپنے اعمال کا حساب نہیں دینا پڑے گا۔ ہمارے نبی کریم نے کہا ہے کہ آپ کی امت میں کثیر التعداد ایسے لوگ ہیں جو نبی نہیں ہیں۔ مگر وہ یوم الحساب کو حساب سے مستثنیٰ ہوں گے۔

سوال - موت کے بعد انبیاء پر کیا گذرتی ہے؟ کیا وہ دوسرے انسانوں کی طرح یوم الحساب تک قبروں میں رہتے ہیں۔ یا کہ سیدھے فردوس یا اعراف میں چلے جاتے ہیں؟

جواب - میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کہ انبیاء موت کے بعد سیدھے فردوس یا اعراف میں چلے جاتے ہیں۔ لیکن یہ درست ہے کہ وہ اللہ کے قریب تر ایک خاص مقام پر پہونچا دیئے جاتے ہیں۔ چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نبی تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی عام احمدیوں کی طرح نہیں بلکہ خاص سلوک کیا ہوگا۔

سوال - کیا آپ یہ مانتے ہیں کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو منکر و نکیر قبر میں اس کے پاس آتے ہیں؟

جواب - منکر و نکیر دو فرشتے ہیں۔ لیکن میرا یہ عقیدہ نہیں۔ کہ وہ قبر میں مردوں سے سوالات کرنے کے لئے جسمانی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

سوال - منکر و نکیر قبر میں کیوں آتے ہیں؟

جواب - مرنے والے کو اس کے گذشتہ اعمال کی خبر دینے کے لئے۔

سوال - کیا آپ کے خیال میں منکر و نکیر مرزا غلام احمد صاحب کی قبر میں بھی آئے تھے؟

جواب - میرے پاس اس بات کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

سوال - کیا وہ نور جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو معاف کرنے کے بعد اس میں داخل کیا تھا مرزا صاحب کو بھی ورثہ میں ملا ہے؟

جواب - مجھے کسی ایسی تھیوری کا علم نہیں قرآن یا کسی صحیح حدیث میں کسی ایسے واقعہ کا ذکر نہیں۔

سوال - کیا قرآن کریم میں مسیح یا مہدی کے متعلق کوئی واضح پیشگوئی موجود ہے؟

جواب - ان کا ذکر قرآن کریم میں نام لے کر موجود نہیں۔

سوال - کیا احادیث مسیح اور مہدی کے ظہور پر متفق ہیں؟

جواب - ایسی کوئی حدیث موجود نہیں جس میں یہ کہا گیا ہو کہ کوئی مسیح ظاہر نہیں ہوگا۔ جہاں تک مہدی کا تعلق ہے۔ بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اور مسیح ایک ہی ہیں۔

سوال - کیا تمام مسلمان متفقہ طور پر ان احادیث کو مانتے ہیں؟

جواب - جی نہیں۔

سوال - کیا ان احادیث سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مسیح اور مہدی دو علیحدہ شخص ہوں گے؟

جواب - ہاں بعض احادیث سے ایسا ظاہر ہوتا ہے

سوال - ان احادیث کے مطابق جن میں مسیح اور مہدی کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے دجال کے قتل اور یاجوج و ماجوج کی تباہی کے کتنا عرصہ بعد اسرائیل اپنا وجود کھو بیٹھے گا؟

جواب - میں ان احادیث کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

سوال - کیا آپ ان احادیث کو مانتے ہیں جن میں دجال اور یاجوج ماجوج کا ذکر ہے؟

جواب - اس سوال کا جواب دینے کے لئے مجھے ان احادیث کی پڑتال کرنا ہوگی۔ دجال یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

سوال - کیا مسیح یا مہدی کو نبی کا رتبہ حاصل ہوگا؟

جواب - جی ہاں۔

سوال - کیا وہ دنیوی بادشاہ ہوں گے؟

جواب - میرے نزدیک نہیں۔

سوال - کیا اس مفہوم کی کوئی حدیث ہے کہ مسیح جہاد یا جزیہ کے متعلق قانون منسوخ کردیگا؟

جواب - ایک حدیث جزیہ کے متعلق ہے اور دوسری حرب کے متعلق۔ ہم جزیہ کے متعلق حدیث کو ترجیح دیتے ہیں اور دوسری کو اس کی وضاحت سمجھتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ جو الفاظ یعنی یَضَعُ حدیث میں استعمال ہوئے ہیں ان کے معنے منسوخ کرنے کے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ لفظ کے معنے التوا کے ہیں۔

سوال - کیا مرزا غلام احمد صاحب نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب - جی ہاں۔

سوال - کیا مسیح یا مہدی کے ظہور پر اس پر ایمان لانا مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو ہے؟

جواب - جی ہاں۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ دعوے دار درست ہے تو اسے ماننا اس پر فرض ہو جاتا ہے۔

سوال - کیا دین اسلام ایک سیاسی مذہبی نظام ہے؟

جواب - یہ ایک مذہبی نظام ہے۔ مگر اس میں کچھ سیاسی احکام بھی ہیں۔ جو اس مذہبی نظام کا حصہ ہیں اور جن کا ماننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا دوسرے احکام کا۔

سوال - اس نظام میں کفار کی کیا حیثیت ہے؟

جواب - کفار کو وہی حیثیت حاصل ہوگی جو مسلمانوں کو۔

سوال - کافر کسے کہتے ہیں؟

جواب - کافر اور مومن اور مسلم نسبتی الفاظ ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ متعلق ہیں۔ ان کا کوئی جداگانہ معین مفہوم نہیں۔ قرآن کریم میں کافر کا لفظ اللہ تعالیٰ کے تعلق میں بھی استعمال ہوا ہے اور طاغوت کے تعلق میں بھی۔ اسی طرح مومن کا لفظ طاغوت کے تعلق میں بھی استعمال ہوا ہے۔

سوال - کیا اسلامی نظام میں کفار یعنی غیر مسلموں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانون سازی اور قانون کے نفاذ میں حصہ لیں۔ اور کیا وہ اعلیٰ انتظامی ذمہ داری کے عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں؟

جواب - میرے نزدیک قرآن نے جس حکومت کو خالص اسلامی حکومت کہا ہے۔ اس کا قیام موجودہ حالات میں ناممکن ہے۔ اسلامی حکومت کی اس تعریف کے مطابق یہ ضروری ہے۔ کہ دنیا کے تمام مسلمان ایک سیاسی وحدت میں منسلک ہوں۔ مگر موجودہ حالات میں یہ صورت بالکل ناقابل عمل ہے۔

سوال - کیا کبھی اسلامی حکومت قائم رہی بھی ہے؟

جواب - جی ہاں۔ خلفائے راشدین کی اسلامی جمہوریت کے زمانہ میں۔

سوال - اس جمہوریہ میں کفار کی کیا حیثیت تھی؟ کیا وہ قانون سازی اور نفاذ قانون میں حصہ لے سکتے تھے۔ اور کیا وہ انتظامیہ کی اعلیٰ ذمہ داریوں کے عہدوں پر متمکن ہو سکتے تھے؟

جواب - یہ سوال اس وقت پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اسلامی جمہوریہ کے دور میں مسلمانوں اور کفار میں مسلسل جنگ جاری رہی اور جو کفار مفتوح ہو جاتے تھے۔ اسلامی مملکت میں انہیں وہی حقوق مل جاتے تھے جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے تھے۔ ان دنوں آجکل جیسی منتخب شدہ اسمبلیاں موجود نہ تھیں۔

سوال - کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عدلیہ علیحدہ ہوتی تھی؟

جواب - ان دنوں سب سے بڑی عدلیہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔

سوال - کیا اسلامی طرز کی حکومت میں ایک کافر کو حق

حاصل ہے کہ وہ کھلے طور پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرے؟

جواب - جی ہاں۔

سوال - اسلامی حکومت میں اگر کوئی مسلمان مذاہب کے تقابلی مطالعہ کے بعد دیانتداری کے ساتھ اسلام کو ترک کر کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیتا ہے مثلاً عیسائی یا دہریہ ہو جاتا ہے تو کیا وہ اس مملکت کی رعایا کے حقوق سے محروم ہو جاتا ہے؟

جواب - میرے نزدیک تو ایسا نہیں۔ لیکن اسلام میں دوسرے ایسے فرقے پائے جاتے ہیں جو ایسے شخص کو موت کی سزا دینے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

سوال - اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی پر واجبی غور کرنے کے بعد دیانتداری سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آپ کا دعویٰ غلط تھا۔ تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہے گا؟

جواب - جی ہاں - عام اصطلاح میں وہ پھر بھی مسلمان سمجھا جائے گا۔

سوال - کیا آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سزا دے گا۔ جو غلط مذہبی خیالات یا عقائد رکھتے ہوں۔ لیکن دیانتداری سے ایسا کرتے ہوں؟

جواب - میرے نزدیک جزا و سزا کا اصول دیانتداری اور نیک نیتی پر مبنی ہے۔ نہ کہ عقیدہ کی صحت پر

سوال - کیا ایک اسلامی حکومت کا یہ مذہبی فرض ہے کہ وہ تمام مسلمانوں سے قرآن اور سنت کے تمام احکام جن میں حقوق اللہ کے متعلق قوانین بھی شامل ہیں۔ پابندی کرائے؟

جواب - اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ گناہ کی ذمہ داری انفرادی ہے۔ اور ایک شخص صرف ان ہی گناہوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جن کا وہ خود مرتکب ہوتا ہے۔ اس لئے اگر اسلامی مملکت میں کوئی شخص قرآن و سنت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کا وہ خود ہی جواب دہ ہے۔

بجواب سوالات عدالت بتاریخ ۱۴ر جنوری

سوال - کل آپ نے کہا تھا۔ کہ گناہ کی ذمہ داری انفرادی ہوتی ہے۔ فرض کیجئے کہ میں ایک مسلم حکومت کا مسلمان شہری ہوں۔ اور میں ایک دوسرے شخص کو قرآن و سنت کی کوئی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھتا ہوں کیا میرا یہ مذہبی فرض ہے۔ کہ میں اسے اس خلاف ورزی سے روکوں؟ مذہبی فرض کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں اسے ایسا کرنے سے نہ روکوں۔ تو میں خود بھی گنہگار ہوں گا؟

جواب - آپ کا فرض صرف اس شخص کو نصیحت کرنا ہے۔

سوال - اگر میں صاحب امر ہوں تو کیا پھر بھی یہی صورت ہو گی؟

جواب - پھر بھی آپ کا یہ مذہبی فرض نہیں کہ آپ اس شخص کو ایسا کرنے سے جبراً روک دیں۔

سوال - اگر میں صاحب امر ہوں تو کیا میرا یہ فرض ہوگا کہ میں ایسا دنیاوی قانون بناؤں جو اس قسم کی خلاف ورزیوں کو قابل سزا قرار دے؟

جواب - جی نہیں۔ ایسا کرنا آپ کا مذہبی فرض نہیں ہوگا۔ لیکن ایسا قانون بنانے کا آپ کو اختیار حاصل ہوگا

سوال کیا ایک سچے نبی کا انکار کفر نہیں؟

جواب - ہاں یہ کفر ہے۔ لیکن کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس سے کوئی شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسرا وہ جس سے وہ ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ کلمہ طیبہ کا انکار پہلی قسم کا کفر ہے دوسری قسم کا کفر اس سے کم درجے کی بدعقیدگیوں سے پیدا ہوتا ہے۔

سوال - کیا ایسا شخص، جو ایسے نبی کو نہیں مانتا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آیا ہو اگلے جہان میں سزا کا مستوجب ہوگا؟

جواب - ہم ایسے شخص کو گنہگار تو سمجھتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیگا یا نہیں اس کا فیصلہ کرنا خدا کا کام ہے۔

سوال - کیا آپ خاتم النبیین میں خاتم کی "ت" کو فتح سے پڑھتے ہیں یا کسرہ سے؟

جواب - دونوں درست ہیں۔

سوال - اس اصطلاح کے صحیح معنے کیا ہیں؟

جواب اگر "ت" کی زبر سے پڑھا جائے تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے نبیوں کی زینت ہیں جس طرح انگوٹھی انسان کے لئے زینت ہوتی ہے۔ اگر اسے کسرہ سے پڑھا جائے۔ تو لغت کہتی ہے اس صورت میں بھی اس کا یہی مفہوم ہوگا۔ مگر اس سے وہ شخص بھی مراد ہوگا۔ جو کسی چیز کو اختتام تک پہنچا دے۔ اس مفہوم کے مطابق اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ خاتم النبیین آخری نبی ہیں۔ مگر اس صورت میں لفظ النبیین سے مراد وہ نبی ہوں گے جن کے ساتھ شریعت نازل ہو۔ یعنی تشریعی نبی۔

سوال - مرزا غلام احمد صاحب کن معنوں میں نبی تھے؟

جواب - میں اس سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں وہ اس لئے نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں ان کا نام نبی رکھا ہے

سوال - کیا مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی درجہ کا کوئی اور شخص آئندہ آ سکتا ہے؟

جواب - اس کا امکان ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا اللہ تعالیٰ آئندہ ایسے اشخاص مبعوث کرے گا یا نہیں۔

سوال - کیا عورت نبی بن سکتی ہے؟

جواب - احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نبی نہیں بن سکتی۔

سوال - کیا آپ کی جماعت میں کسی عورت نے اس منصب پر ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب - میرے علم کے مطابق نہیں۔

سوال - کیا جہنم ابدی ہے؟

جواب - جی نہیں۔

سوال - کیا جہنم کوئی جانور ہے یا متحرک شے یا کوئی مقررہ مقام؟

جواب - جہنم صرف ایک روح سے تعلق رکھنے والی کیفیت ہے۔

سوال - امام غزالیؒ نے جہنم کو ایک جانور سے تشبیہ دی ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مجازاً استعمال کیا گیا ہے۔

سوال - اسلام کے بعض نکتہ چیں کہتے ہیں کہ اسلام جیسا کہ ایک معمولی عالم دین اسے سمجھتا ہے۔ ذہنی غلامی کو دائمی شکل دیتا ہے کیونکہ وہ دیانتداری سے مخالفت کرنے والوں کو چاہے وہ کتنے ہی دیانتدار ہوں ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار دیتا ہے۔

جواب - میری رائے میں اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جو جہنم کو ابدی نہیں سمجھتا۔

سوال - کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت ان لوگوں تک بھی وسیع ہوگی۔ جو مسلمان نہیں ہیں؟

جواب - یقیناً۔

سوال - کیا قوم کا موجودہ نظریہ کہ ایک ریاست کے مختلف مذاہب کے ماننے والے شہریوں کو مساوی سیاسی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ اسلام میں پایا جاتا ہے؟

جواب - یقیناً۔

سوال - ایک غیر مسلم حکومت میں ایک مسلمان کا اس صورت میں کیا فرض ہوگا۔ اگر یہ حکومت کوئی ایسا قانون بنائے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو؟

جواب - اگر حکومت قانون بناتے وقت وہ اختیارات استعمال کرے۔ جو وہ بحیثیت حکومت استعمال کر سکتی ہے۔ تو مسلمانوں کو اس قانون کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر یہ قانون پرسنل ہو۔ مثلاً اگر یہ قانون مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکے تو چونکہ یہ ایک بہت اہم سوال ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ایسا ملک چھوڑ دینا چاہیئے لیکن اگر وہ سوال معمولی نوعیت کا ہو۔ مثلاً وراثت شادی وغیرہ کا معاملہ ہو۔ تو مسلمانوں کو اس قانون کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔

سوال - کیا ایک مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کا وفادار ہو سکتا ہے؟

جواب - یقیناً۔

سوال - اگر وہ ایک غیر مسلم حکومت کی فوج میں ہو۔ اور اسے ایک مسلم حکومت کے ساتھ لڑنے کیلئے کہا جائے تو اس صورت میں اس کا کیا فرض ہو گا؟

جواب - یہ اس کا کام ہے۔ کہ وہ دیکھے کہ آیا مسلم مملکت حق پر ہے یا نہیں۔ اگر وہ سمجھے کہ مسلم حکومت حق پر ہے تب اس کا فرض ہے کہ وہ استعفیٰ دیدے یا جیسے کہ بعض دوسرے ممالک میں دستور ہے یہ اعلان کر دے کہ ایسی جنگ میں شمولیت میرے ضمیر کے خلاف ہے۔

سوال - کیا آپ کا یہ ایمان ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب بھی انہی معنوں میں شفیع ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع سمجھا جاتا ہے؟

جواب - جی نہیں۔

چوہدری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ جماعت اسلامی کی جرح کے جواب میں

سوال - آپ کی جماعت میں الفضل کی کیا حیثیت ہے اور آپ کا اس سے کیا تعلق ہے؟

جواب - یہ صحیح ہے کہ اس اخبار کو میں نے جاری کیا تھا۔ لیکن میں نے دو تین سال بعد اپنا تعلق اس سے منقطع کر لیا تھا۔ غالباً ایسا میں نے ۱۹۱۵ء یا ۱۹۱۶ء میں کیا تھا۔ یہ اب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی ملکیت ہے۔

سوال - کیا ۱۹۱۵ء کے بعد آپ کے اختیار میں یہ بات تھی۔ کہ آپ اس کی اشاعت کو روک دیں؟

جواب - جی ہاں۔ اس اعتبار سے کہ جماعت میری وفادار ہے۔ اور اگر میں انہیں کہوں گا۔ کہ وہ اس پرچہ کو نہ خریدیں۔ تو اسکی اشاعت خود بخود بند ہو جائے گی۔

عدالت کا سوال - کیا آپ انجمن کو مشورہ دے سکتے ہیں۔ کہ وہ اس کی اشاعت کو بند کر دے؟

جواب - میں انجمن کو مشورہ دے سکتا ہوں مگر اس کی مالک ہے کہ وہ اس کی اشاعت کو روک دے۔

سوال - کیا آپ مومن اور مسلم کی اس تعریف سے اتفاق رکھتے ہیں۔ جو صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے عدالت کے ایک سوال کے جواب میں دی تھی؟

جواب - جی ہاں۔

وکیل کے سوال - کیا آپ اپریل ۱۹۱۱ء میں تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر تھے؟

جواب - ہاں۔

سوال - کیا آپ نے جن خیالات کا آج یا کل اظہار کیا ہے۔ ان خیالات سے کسی رنگ میں مختلف ہیں جو آپ نے اپریل ۱۹۱۱ء میں تشحیذ الاذہان کے دیباچہ میں ظاہر کئے تھے؟

جواب - نہیں۔

سوال - کیا آپ اب بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو آپ نے کتاب آئینہ صداقت کے پہلے باب میں صفحہ ۳۵ پر ظاہر کیا تھا۔ یعنی یہ کہ تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی۔ خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو۔ وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج؟

جواب - یہ بات خود اس بیان سے ظاہر ہے کہ میں ان لوگوں کو جو میرے ذہن میں ہیں مسلمان سمجھتا ہوں۔ پس جب میں "کافر" کا لفظ استعمال کرتا ہوں تو میرے ذہن میں دوسری قسم کے کافر ہوتے ہیں۔ جن کی میں پہلے ہی وضاحت کر چکا ہوں۔ یعنی وہ جو ملت سے خارج نہیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو میرے ذہن میں وہ نظریہ ہوتا ہے جس کا اظہار کتاب مفردات راغب کے صفحہ ۲۴۰ پر کیا گیا ہے۔ جہاں اسلام کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک دون الایمان

اور دوسرے فوق الایمان۔ تحت الایمان میں مسلمان شامل ہیں۔ جن کے اسلام کا درجہ ایمان سے کم ہے۔ فوق الایمان میں ایسے مسلمانوں کا ذکر ہے جو ایمان میں اس درجہ ممتاز ہوتے ہیں۔ کہ وہ معمولی ایمان سے بلند تر ہوتے ہیں۔ اس لئے جب میں نے یہ کہا تھا کہ بعض لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ تو میرے ذہن میں وہ مسلمان تھے۔ جو فوق الایمان کی تعریف کے ماتحت آتے ہیں۔ مشکوٰۃ میں بھی ایک روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی مدد کرتا اور اس کی حمایت کرتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے۔

سوال۔ موجودہ ایجی ٹیشن کے شروع ہونے سے پہلے کیا آپ ان مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد صاحب کو نہیں مانتے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے رہے؟

جواب۔ ہاں میں یہ کہتا رہا ہوں۔ اور ساتھ ہی میں "کافر" اور "خارج از دائرہ اسلام" کی اصطلاحوں کے اس مفہوم کی بھی وضاحت کرتا رہا ہوں۔ جس میں یہ اصطلاحیں استعمال کی گئیں۔

سوال۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ موجودہ ایجی ٹیشن شروع ہونے سے قبل آپ اپنی جماعت کو یہ مشورہ دیتے رہے کہ وہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھیں۔ اور غیر احمدیوں سے اپنی لڑکیوں کی شادی نہ کریں؟

جواب۔ میں یہ سب کچھ غیر احمدی علماء کے اسی قسم کے فتوؤں کے جواب میں کہتا رہا ہوں۔ بلکہ میں نے ان سے کم کہا ہے۔ کیونکہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا

سوال۔ آپ نے اپنی شہادت میں کہا ہے کہ جو شخص نیک نیتی کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کو نہیں مانتا وہ پھر بھی مسلمان رہتا ہے۔ کیا شروع سے آپ کا یہی نظریہ رہا ہے؟

جواب۔ جی ہاں۔

سوال۔ کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اختلافات بنیادی ہیں؟

جواب۔ اگر لفظ بنیادی کا وہی مفہوم ہے جو ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس لفظ کا لیا ہے۔ تب یہ اختلافات بنیادی نہیں ہیں۔

سوال۔ اگر لفظ بنیادی عام معنوں میں لیا جائے تو پھر؟

جواب۔ عام معنوں میں اس کا مطلب "اہم" ہے لیکن اس مفہوم کے لحاظ سے بھی اختلافات بنیادی نہیں ہیں۔ بلکہ فروعی ہیں۔

عدالت کا سوال۔ احمدیوں کی تعداد پاکستان میں کتنی ہے؟

جواب۔ دو اور تین لاکھ کے درمیان۔

وکیل کے سوال۔ کیا کتاب تحفہ گولڑویہ جو ستمبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی مرزا غلام احمد صاحب کی تصنیف ہے؟

جواب۔ جی ہاں۔

سوال۔ کیا آپ کو یہ معلوم ہے یا نہیں کہ جس عقیدہ کا ذیل کے پیرا میں ذکر ہے وہ عامۃ المسلمین کا عقیدہ ہے "جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی اس بات پر ایمان فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعثت ہیں ایک بعثت محمدی جو جلالی رنگ میں ہے دوسرا بعثت احمدی جو کہ جمالی رنگ میں ہے۔"

جواب۔ عامۃ المسلمین کے نزدیک اس کا اطلاق صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس کا اطلاق اصلی طور پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہوتا ہے لیکن ظلی طور پر مرزا غلام احمد صاحب پر بھی ہوتا ہے۔

سوال۔ از راہ کرم ۲۱ر اگست ۱۹۱۷ء کے الفضل کے صفحہ ۷ کے کالم ۱ کو ملاحظہ فرمائیے جہاں آپ نے اپنی جماعت اور غیر احمدیوں میں فرق بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

"ورنہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو فرمایا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے"۔

کیا یہ صحیح ہے؟

جواب۔ اس وقت جب یہ عبارت شائع ہوئی تھی میرا کوئی ڈائری نویس نہیں تھا اس لئے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ میری بات کو صحیح طور پر رپورٹ کیا گیا ہے یا نہیں تاہم اس کا مجازی رنگ میں مطلب لینا چاہئیے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم زیادہ خلوص سے عمل کرتے ہیں۔

سوال۔ کیا آپ نے انوار خلافت کے صفحہ ۹۳ پر کہا ہے کہ:۔

"اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے۔ کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے۔ اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئیے۔ لیکن کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعودؑ کا مکفّر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے۔ تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟"

جواب۔ ہاں۔ لیکن یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی کہ غیر احمدی علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ احمدیوں کے بچوں کو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ احمدی عورتوں اور بچوں کی نعشیں قبروں سے اکھاڑ کر باہر پھینکی گئیں۔ چونکہ ان کا فتویٰ اب تک قائم ہے اس لئے میرا فتویٰ بھی قائم ہے البتہ اب ہمیں بانی سلسلہ کا ایک فتویٰ ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے کہ غور و خوض کے بعد پہلے فتویٰ میں ترمیم کر دی جائے

سوال۔ کیا یہ صحیح ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر لکھا ہے کہ:۔

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسولؐ کو بھی نہیں مانتا"

جواب۔ ہاں یہ الفاظ اپنے عام معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

سوال۔ کیا آپ کی جماعت میں کوئی ملا بھی ہے؟

جواب۔ "ملا" کا لفظ "مولوی" کا مترادف ہے اور یہ لفظ تحقیر کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ ملا علی قاری ملا شور باز اور ملا باقر جو تمام معروف شخصیتیں ہیں۔ ملا کہلاتے ہیں۔ اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں یا کرتے رہے ہیں۔

سوال۔ الفضل پر شائع شدہ الفاظ "ہجرت" کا کیا مطلب ہے؟

جواب۔ اس سے ۱۴ر مئی مراد ہے۔

عدالت کا سوال۔ آپ اس مہینے کو ہجرت کیوں کہتے ہیں؟

جواب۔ کیونکہ تاریخ بتلاتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت مئی میں ہوئی تھی۔

وکیل کے سوال۔ کیا آپ سن ہجری استعمال کرتے ہیں یا کہ عیسوی کیلنڈر؟

جواب۔ ہم نے صرف یہ کیا ہے کہ شمسی مہینوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات کے اعتبار سے مختلف نام دے دئیے ہیں۔

سوال۔ کیا مارچ ۱۹۱۹ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ایک اجلاس میں آپ نے وہ بیان دیا جس کا ذکر رسالہ عرفان الٰہی کے صفحہ ۹۳ پر "انتقام لینے کا زمانہ" کے زیر عنوان کیا گیا ہے۔ اور جس میں کہا گیا ہے کہ:۔

"اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا۔ اُسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا۔ مگر اب مسیح اس لئے آیا تا اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اُتارے۔"

جواب۔ ہاں۔ مگر اقتباس والے اس فقرے کی تشریح کتاب کے صفحہ ۱۰۱-۱۰۳ پر کی گئی ہے۔ جہاں میں نے کہا ہے کہ:۔

"لیکن کیا ہمیں اس کا کچھ جواب نہیں دیا جانا چاہئیے۔ اور اس خون کا بدلہ نہیں لینا چاہئیے۔ لیکن اسی طریق سے جو حضرت مسیح موعود نے ہمیں بتا دیا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ کابل کی سرزمین سے اگر احمدیت کا ایک پودا کاٹا گیا ہے تو اب خدا تعالیٰ اس کی بجائے ہزاروں پودے وہاں لگائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عبد اللطیف صاحب شہید کے قتل کا بدلہ یہ نہیں رکھا گیا کہ ہم ان کے قاتلوں کو قتل کریں۔ اور ان کے خون بہائیں کیونکہ قتل کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمیں خدا نے جماعتی ذرائع سے کام کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ نہ کہ اپنے دشمنوں کو قتل کرنے کے لئے۔ پس ہمارا انتقام یہ ہے کہ ان کے اور ان کی نسلوں کے دلوں میں احمدیت کا بیج بوئیں۔ اور انہیں احمدی بنائیں۔ اور جس چیز کو وہ مٹانا چاہتے ہیں۔ اس کو ہم قائم کریں۔ ..... مگر اب ہمارا یہ کام ہے کہ ان کے خون کا بدلہ لیں۔ اور ان کے قاتل جس چیز کو مٹانا چاہتے ہیں اسے قائم کر دیں اور چونکہ خدا کی برگزیدہ جماعتوں میں شامل ہونے والے اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں کہ اپنے دشمنوں پر احسان کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا بھی یہ کام نہیں کہ سید اللطیف صاحب کے قتل کرنے والوں کو دنیا سے مٹا دیں اور قتل کر دیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ انہیں ہمیشہ کے لئے قائم کر دیں۔ وہ ابدی زندگی کے مالک بن جائیں اور اس کا طریق یہ ہے کہ انہیں احمدی بنائیں۔"

عدالت کا سوال۔ اس سیاق و سباق میں احمدیت سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ احمدیت سے مراد اسلام کی وہ تشریح ہے جو احمدیہ جماعت کے بانی نے کی۔

وکیل کے سوال۔ کیا آپ نے الفضل کے ۱۵ر جولائی ۱۹۵۲ء کے شمارہ میں ایک مقالہ افتتاحیہ جو "خونی ملا کے آخری دن" کے عنوان سے شائع ہوا دیکھا ہے؟ جس میں مندرجہ ذیل الفاظ آتے ہیں:۔

"ہاں آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ان تمام علماء کے خون کا بدلہ لینے کا جن کو شروع سے یہ خونی ملا قتل کرواتے آئے ہیں۔ ان سب کے خون کا بدلہ لیا جائے گا (۱) عطاء اللہ شاہ بخاری سے (۲) ملا بدایونی سے (۳) ملا احتشام الحق سے (۴) ملا محمد شفیع سے (۵) ملا مودودی (پیچ در پیچ) سے اور سے۔"

جواب۔ ہاں۔ اس تحریر کے متعلق منٹگمری کے ایک آدمی کی طرف سے ایک شکایت میرے پاس پہنچی تھی۔ اور میں نے اس کے متعلق ناظر متعلقہ سے جواب طلبی کی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ایڈیٹر کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ اس کی تردید کرے۔

سوال۔ کیا وہ تردید آپ کے علم میں آئی؟

جواب۔ نہیں۔ لیکن ابھی ابھی مجھے ۱۵ر اگست ۱۹۵۲ء کے الفضل کا ایک آرٹیکل جس کا عنوان "ایک غلطی کا ازالہ" ہے دکھایا گیا ہے۔ جس میں مذکورہ بالا تحریر کی تشریح کر دی گئی تھی۔

عدالت کا سوال۔ اس اداریہ مقالہ میں جن مولویوں کو ملا کہا گیا ہے۔ کیا انہوں نے یہ رائے ظاہر کی

تھی۔ کہ "احمدی مرتد اور واجب القتل ہیں؟

جواب۔ میں صرف یہ جانتا ہوں۔ کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔

وکیل کے سوال۔ کیا آپ نے خود ۱۹۱۹ء کے تشحیذ الاذہان کے صفحہ ۲۸ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی تھی؟

"خلیفہ ہو۔ تو جو پہلا ہو اُس کی بیعت ہو۔ جو بعد میں دوسرا پہلے کے مقابل پہ کھڑا ہو جائے جیسے لاہور میں ہے۔ تو اُسے قتل کر دو مگر یہ قتل کا حکم تب ہے۔ کہ جب سلطنت اپنی ہو۔ اب اس حکومت میں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔"

جواب۔ جی نہیں۔ ڈائری نویس نو آموز تھا۔ میں نے جو کچھ کہا۔ اُسے اُس نے غلط طور پر پیش کیا۔ در حقیقت جو کچھ میں نے کہا تھا۔ میں نے اس کی توضیح اُسی وقت کر دی تھی۔ جب احمدیوں کی لاہوری پارٹی نے حکومت سے شکایت کی تھی۔ اور حکومت نے مجھ سے اس کی وضاحت چاہی تھی۔

سوال۔ کیا آپ کی جماعت خالص مذہبی جماعت ہے بلکہ سیاسی بھی؟

جواب۔ اصل میں تو یہ جماعت مذہبی جماعت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا دماغ عطا کیا ہے کہ جب بھی کوئی سیاسی مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ بیکار نہیں رہ سکتا۔

سوال۔ کیا آپ نے کوئٹہ میں اپنے خطبہ جمعہ میں وہ تقریر (ایگزیبٹ ڈی۔ ای۔ ۴۴۲) کی تھی۔ جو الفضل کے ۱۳ راگست ۱۹۴۸ء کے پرچہ میں شائع ہوئی ہے؟

جواب۔ جی ہاں۔

سوال۔ آپ نے جب اپنی تقریر میں ذیل کے الفاظ کہے تو اس سے آپ کی کیا مراد تھی:-

"یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ہماری Base مضبوط نہ ہو۔ پہلے Base مضبوط ہو تو تبلیغ ہو سکتی ہے"

جواب۔ یہ الفاظ اپنی تشریح آپ کرتے ہیں۔

سوال۔ اور آپ نے جب یہ کہا تھا کہ بلوچستان کو احمدی بنایا جائے تاکہ ہم کم از کم ایک صوبہ کو تو اپنا کہہ سکیں۔ تو اس سے آپ کا کیا مطلب تھا؟

جواب۔ میرے ایسا کہنے کے دو سبب تھے (۱) موجودہ نواب قلات کے دادا احمدی تھے (۲) اور بلوچستان ایک چھوٹا سا صوبہ ہے۔

سوال۔ کیا آپ نے اپنے خطبہ جمعہ میں مندرجہ ذیل الفاظ کہے تھے۔ جو الفضل ۲۲ راکتوبر ۱۹۴۸ء (دستاویز ڈی۔ ای۔ ۱۰۴۱) میں شائع ہوئے ہیں:-

"میں جانتا ہوں کہ اب یہ صوبہ ہمارے ہاتھوں سے نکل نہیں سکتا۔ یہ ہمارا ہی شکار ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی ہم سے یہ علاقہ چھین نہیں سکتیں"

جواب۔ جی ہاں۔ لیکن اس عبارت کو اس کے لفظی معنوں میں نہیں لینا چاہیئے یہاں مستقبل کا ذکر ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ چونکہ اس صوبہ میں ایک احمدی فوجی افسر قتل ہوا ہے۔ اس لئے یہ صوبہ لازماً احمدی ہو کر رہے گا۔

سوال۔ کیا ربوہ ایک خالص احمدی نو آبادی ہے؟

جواب۔ یہ زمین صدر انجمن احمدیہ نے خریدی تھی۔ اور اسی کی ملکیت ہے۔ انجمن کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے متعلق جو چاہے انتظام کرے۔ لیکن بعض غیر احمدیوں نے بھی زمین خریدنے کے لئے درخواست دی تھی اس پر انجمن نے کہا کہ اسے اچھے ہمسایوں کی موجودگی پر کوئی اعتراض نہیں۔

سوال۔ کیا کسی غیر احمدی نے زمین خریدی ہے؟

جواب۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک غیر احمدی نے زمین خریدی ہے۔ لیکن مجھے اس کا کوئی ذاتی علم نہیں۔

سوال۔ فسادات کے دوران میں آپ کہاں تھے؟

جواب۔ ربوہ میں۔

سوال۔ کیا جو واقعات لاہور میں پیش آئے ایسے کوئی واقعات ربوہ میں بھی ہوئے؟

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ کیا آپ اپنی جماعت کے لوگوں سے یہ بات متواتر کہتے رہے ہیں کہ ان کا اصل وطن قادیان ہے۔ اور بالآخر انہوں نے وہاں ہی جانا ہے؟

جواب۔ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے وطن کو واپس حاصل کرے۔

سوال۔ کیا ہندوستان میں بھی احمدیہ جماعت ہے؟

جواب۔ ہاں۔

سوال۔ برطانوی حکومت کے متعلق احمدیہ جماعت کے بانی کا کیا رویہ تھا؟

جواب۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق انسان جس ملک میں رہے ان شرائط کے ماتحت جن کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ اس کی حکومت کا وفادار رہنا چاہیئے۔

سوال۔ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بغداد پر انگریزوں کا قبضہ ہونے پر قادیان میں خوشیاں منائی گئیں؟

جواب۔ یہ بات قطعاً غلط ہے۔

سوال۔ کیا آپ کے نظریہ کے مطابق قائم شدہ اسلامی سلطنت میں کوئی غیر احمدی اس مملکت کا رئیس ہو سکتا ہے؟

جواب۔ جی ہاں۔ پاکستان مصر وغیرہ جیسی حکومت میں ہو سکتا ہے۔

سوال۔ فرض کیجئے پاکستان ایک مذہبی مملکت نہیں۔ تو کیا آپ کے نزدیک ایک غیر مسلم یہاں رئیس مملکت ہو سکتا ہے؟

جواب۔ یہ تو قانون ساز اسمبلی کی اکثریت ہی فیصلہ کر سکتی ہے کہ رئیس مملکت مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

سوال۔ کیا آپ اپنی جماعت کے لوگوں سے یہ کہتے رہے ہیں کہ ان کا معاشرہ دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہونا چاہیئے؟

جواب۔ جی نہیں۔

سوال۔ کیا آپ نے اپنی جماعت کے لوگوں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ پاکستان میں سرکاری عہدوں پر قبضہ کریں؟

جواب۔ جی نہیں۔

سوال۔ کیا جنگی لحاظ سے ربوہ کی جائے وقوع کو کوئی خاص اہمیت حاصل ہے؟

جواب۔ جی ہاں۔ حکومت پاکستان کے ہاتھوں میں یہ ایک جنگی اہمیت والا مقام ہوگا۔

سوال۔ کیا آپ نے جیسا کہ الفضل مورخہ ۱۴ رنومبر ۱۹۴۸ء صفحہ ۲ پر چھپا ہے۔ ربوہ میں ایک پریس کانفرنس میں یہ بیان دیا تھا کہ:-

"گو یہ زمین موجودہ حالت میں واقعی جنگی ہے۔ اور اس میں کوئی جاذبیت نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم اسے ایک نہایت شاندار شہر کی صورت میں تبدیل کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ جو دفاعی لحاظ سے بھی پاکستان میں محفوظ ترین مقام ہوگا؟"

جواب۔ میں پانچ سال کے عرصہ کے بعد اس وقت بتا نہیں سکتا۔ کہ کانفرنس میں میرے اصل الفاظ کیا تھے۔

عدالت کا سوال۔ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ ربوہ کو جنگی لحاظ سے کوئی جنگی اہمیت حاصل ہے؟

جواب۔ ربوہ کے دونوں جانب سے موٹر سڑک اور ریل دونوں گذرتی ہیں اسے اس لئے حکومت پاکستان کے خلاف جنگی اہمیت رکھنے والا مقام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن دوسرے لوگوں کے لحاظ سے ہمارے لئے خاص اہمیت ضرور حاصل ہے کیونکہ چنیوٹ کی طرف سے جو دریا کی دوسری جانب واقع ہے اس پر حملہ نہیں ہو سکتا۔

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش نمائندہ مجلس عمل کی جرح کے جواب میں

سوال۔ مسیلمہ بن الحبیب کے دعویٰ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب۔ اس کا دعویٰ جھوٹا تھا۔

سوال۔ کیا وہ کلمہ پڑھتا تھا؟

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۴ پر لکھا ہوا ہے کہ:-

"پھر ماسوا اس کے کیا کسی مرتد کے ارتداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سلسلہ جس سے یہ مرتد خارج ہوا حق نہیں ہے کیا ہمارے مخالف علماء کو خبر نہیں کہ کئی بدبخت حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ان سے مرتد ہو گئے۔ پھر کئی لوگ حضرت عیسیٰ سے مرتد ہو گئے۔ اور پھر کئی بدبخت اور بد قسمت ہمارے نبی صلعم کے عہد میں آپ سے مرتد ہو گئے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب بھی مرتدین میں سے ایک تھا۔"

سوال۔ کیا آپ کی رائے میں مسیلمہ مرتد تھا؟

جواب۔ ہاں۔ جب میں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں تھا۔ اس سے میری مراد یہ تھی۔ کہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد مسلمان نہیں رہا تھا۔

سوال۔ کیا آپ نے اسود عنسی سجاح نبیہ کاذبہ طلیحہ اسدی کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کیا ہے؟

جواب۔ ہاں۔

سوال۔ کیا ان تمام اشخاص نے جن میں ایک عورت بھی تھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں نے ان کے خلاف جنگ کا اعلان کیا؟

جواب۔ نہیں۔ بلکہ صورتِ حال اس سے بالکل برعکس ہے۔ ان اشخاص نے جن میں سے ہر ایک نے دعویٰ نبوت کیا مسلمانوں پر حملے کئے۔ جس پر مسلمانوں نے اس کے جواب میں ان کو شکست دی۔

سوال۔ کیا حسب ذیل اشخاص نے وقتاً فوقتاً نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

(۱) حارث دمشقی ۷۸۰ھ نے خلیفہ عبدالملک کے زمانہ میں۔

(۲) مغیرہ بن سعید العجلی ۱۱۹ھ-۷۳۷ء

(۳) ابو منصور العجلی ۱۲۱ھ-۷۳۸ء

(۴) اسحاق الاخرس المغربی ۱۳۵ھ-۷۵۲ء

(۵) ابو عیسیٰ اسحاق الاصفہانی ۹۵ھ...

(۶) علی بن محمد خارجی ۸۶۴ء

(۷) حامیم من اللہ ما مجکاسی

(۸) محمود واحد گیلانی ۱۵۸۶ء-۱۵۵۴ء

(۹) محمد علی باب ۱۸۵۰ء

جواب۔ محمد علی باب کے سوا میں دوسرے لوگوں کے متعلق وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ محمد علی باب نے اپنے آپ کو نبی نہیں کہا تھا۔ بلکہ مہدی موعود کہا تھا۔

سوال۔ آپ نے تشریعی اور غیر تشریعی نبی کا فرق تو بیان فرما دیا۔ مہربانی کر کے ظلی نبی اور بروزی نبی کی بھی تعریف کر دیجئے؟

جواب۔ جواب ان اصطلاحات سے یہ مراد ہے کہ ایسا شخص جس کے متعلق ان اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ خود بعض مخصوص صفات نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ صفات اس میں منعکس رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

سوال۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب نے تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب نے اربعین حصہ چہارم کے صفحہ ۸۳-۸۴ میں یہ نہیں لکھا کہ:-

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت

کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند اوامر اور نہی بیان کئے۔ اور اپنی اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم۔ یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گزر گئی۔ اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں۔ اور نہی بھی اور اگر کہو۔ کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں۔ تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو۔ تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت اور قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا۔ تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا۔ کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا شریعت ہے۔ جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ خورد ہوگئی۔ کہ اگر کوئی شریعت لاوے۔ اور مفتری ہو۔ تو تیئس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے کہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے"

جواب - ہاں۔ لیکن انہوں نے ایک بعد کی کتاب میں اس کی تشریح کی ہے۔ گواہ نے ایک کتاب سے پڑھ کر سنایا۔

سوال - کیا مرزا غلام احمد صاحب نے ان لوگوں کو مرتد کہا ہے۔ جو احمدی بننے کے بعد اپنے عقیدہ سے پھر گئے؟

جواب - مرتد کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایسا شخص جو واپس لوٹ جائے۔ مولانا مودودی صاحب نے بھی یہ اصطلاح استعمال کی ہے۔

سوال - کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب کو ان ماموروں میں شمار کرتے ہیں۔ جن کا ماننا مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے؟

جواب - میں اس سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں۔ کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا۔ دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جاسکتا۔

سوال - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کتنے سچے نبی گزرے ہیں؟

جواب - میں کسی کو نہیں جانتا مگر اس اعتبار سے کہ ہمارے رسول کریمؐ کی حدیث کے مطابق آپؐ کی اُمت کے علماء تک میں آپؐ کی عظمت اور شان کا انعکاس ہوتا ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں ہو چکے ہوں گے۔

سوال - کیا آپ اس حدیث کو سچا تسلیم کرتے ہیں؟

جواب - ہاں۔

سوال - کیا آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب ہمارے رسول اکرمؐ کے سوا سب انبیاء سے افضل تھے؟

جواب - ہم ان کے متعلق صرف حضرت مسیح ناصری سے افضل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

مولانا میکش کی جرح کے جواب بتاریخ ۱۵ / جنوری

سوال - یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم (مسیح ناصری) قیامت سے پہلے دوبارہ ظاہر ہوں گے۔ اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب - یہ بات غلط ہے کہ یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے۔ مسلمانوں کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جو یہ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ناصری طبعی موت سے وفات پاگئے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم خود دوبارہ مبعوث نہیں ہوں گے۔ بلکہ ایک دوسرا شخص، جو ان سے مشابہت رکھتا ہوگا۔ اور ان کی صفات کا حامل ہوگا آئیگا۔

عدالت کا سوال - کیا حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یہودی کسی مسیح کے منتظر تھے؟

جواب - جی ہاں۔ وہ ایک مسیح کی آمد کے منتظر تھے۔ مگر اس سے پہلے الیاس نے آنا تھا جس نے آسمان سے اسی خاکی جسم کے ساتھ واپس ہونا تھا۔

سوال - کیا حضرت عیسیٰ ہی یہ مسیح تھے؟

جواب - ہمارے عقیدہ کے مطابق وہی مسیح تھے لیکن یہودیوں کے عقیدہ کے مطابق نہیں۔

سوال - کیا حضرت عیسیٰ ناصری نے کبھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب - جی ہاں۔

سوال - یہودیوں نے خدا کو ایک تاجر کی شکل میں پیش کیا۔ اور یہ کہا کہ اس کے واحد اجارہ دار بن گئے تھے۔ کہ خدا نے ابراہیم سے عہد کیا تھا کہ وہ کنعان کی زمین دوبارہ انہیں دیگا۔ اسی طرح پولوس کو ماننے والے عیسائیوں نے خدا پر اپنا پہلا حق رہن بتایا۔ اور اس حق رہن کی وجہ گلگوتھا کی پہاڑی پر حضرت مسیح کا پھانسی پانا قرار دی۔ اب مولانا مرتضیٰ احمد میکش اور ان کے ساتھ دوسرے علماء دین دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا پر پہلا حق رہن ان کا ہے۔ اور اس رہن کی قیمت یہ قرار دی گئی ہے کہ ذہنی غلامی اختیار کرلی جائے۔ کیا آپ بھی مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت پر ایمان لانے کی وجہ سے خدا پر کسی مخصوص اور علیحدہ حق رہن کا دعویٰ رکھتے ہیں؟

جواب - ہم نہ تو کسی ایسے حق رہن کو مانتے ہیں اور نہ اس کے دعویدار ہیں۔

مولانا میکش کے سوال - آپ نے کل فرمایا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے صرف عیسیٰ بن مریم پر اپنے آپ کو فضیلت دی ہے۔ مگر ہم ۲۶ر اپریل ۱۹۱۵ء کے الفضل دستاویز ڈی۔ ای ۲۲۵ میں مرزا صاحب کی ۱۷ر اپریل ۱۹۰۲ء کی ڈائری سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔

"کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اور اس لئے ہمارا نام آدم۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ نوح داؤد۔ یوسف۔ سلیمان۔ یحییٰ۔ عیسیٰ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے۔ کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے"۔

کیا اس عبارت سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ آپ ان تمام انبیاء سے جن کا اس عبارت میں ذکر ہے افضل ہیں؟

جواب - ان دنوں مرزا صاحب کوئی باقاعدہ ڈائری نہ رکھتے تھے۔ یہ اقتباس تو کسی رپورٹر کا لکھا ہوا ہے۔ لیکن یہ فرض کرتے ہوئے بھی کہ یہ رپورٹ صحیح ہے۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت دی ہے۔ اس کا مطلب تو صرف ان صفات کو گنوانا ہے۔ جو مرزا صاحب اور دوسرے انبیاء میں مشترک تھیں۔

سوال - عام مسلمان تو احمدیوں کا اس لئے جنازہ نہیں پڑھتے کہ وہ احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ آپ بتائیے کہ احمدی جو غیر احمدیوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔ اس کی اس کے علاوہ اور کیا وجہ ہے۔ جس کا آپ قبل ازیں اظہار کرچکے ہیں کہ آپ نے جوابی کارروائی کے طور پر یہ طریق اختیار کیا ہے؟

جواب - بڑا سبب تو جیسا کہ پہلے بیان کرچکا ہوں، یہ ہے کہ ہم غیر احمدیوں کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے کہ وہ احمدیوں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ [illegible] ہوتے ہوئے دس سال تک نہ صرف مرزا غلام احمد صاحب نے احمدیوں کو اجازت دے رکھی تھی۔ کہ وہ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھیں۔ بلکہ خود بھی ایسی نماز جنازہ میں شریک ہوتے رہے اور دوسرا سبب جو اصل میں پہلے سبب کا حصہ ہی ہے۔ یہ ہے کہ ایک متفق اور مسلمہ حدیث کے مطابق جو شخص دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

سوال - کیا غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کرنے پر بھی آپ کے سابقہ جواب کا اطلاق ہوتا ہے؟

جواب - ہاں۔

سوال - ازراہ کرم القول الفصل کے صفحہ ۵۸ کو ملاحظہ فرمائیے جس میں حسب ذیل عبارت ہے:

"اس کے بعد خدا تعالیٰ کا حکم آیا جس کے بعد نماز غیروں کے پیچھے حرام کی گئی۔ اور اب صرف منع نہ تھی بلکہ حرام تھی۔ اور حقیقی حرمت صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے"۔

کیا اس عبارت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ احمدیوں کو غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ کچھ اور ہے؟

جواب - اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جس وجہ سے احمدیوں کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ اس کی بعد میں وحی کے ذریعہ بھی تصدیق کر دی گئی۔

سوال - آپ نے انوار خلافت کے صفحہ ۹۰ پر اس ممانعت کی ایک مختلف وجہ بیان کی ہے متعلقہ عبارت

یہ ہے۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔"

جواب میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ کفر کی ایک قسم ایسی بھی ہے، جو ایک شخص کو ملت سے خارج نہیں کرتی۔ ہمارے نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ ہمیں ایسے شخص کو اپنا امام بنانا چاہیئے جو دوسروں سے زیادہ نیک اور صالح ہو۔ ایک نبی کے انکار سے انسان کی نیکی کمزور ہو جاتی ہے۔

سوال۔ آپ نے فرمایا ہے کہ کفر اور اسلام اضافی الفاظ ہیں۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ الفاظ کفر، کافر، کافرون کافرین الکفار اور الکفرۃ قرآن کریم میں ایک ہی مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں یعنی ایسے اشخاص کے متعلق جو امت سے باہر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟

جواب۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ لفظ قرآن کریم میں ایک ہی معنی میں استعمال نہیں ہوا کل میں نے قرآن کریم سے ہی اس کی ایک مثال پیش کی تھی۔

سوال۔ از راہ کرم ذکر الٰہی کے صفحہ ۲۲ کو دیکھئے جس میں حسب ذیل عبارت آتی ہے:-

"مرا تو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں دو گروہ ہیں ایک مومن۔ دوسرے کافر۔ پس جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لاتے والے ہیں وہ مومن ہیں۔ اور جو ایمان نہیں لاتے خواہ ان کے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہو۔ وہ کافر ہیں۔"

کیا یہاں لفظ کافر مومن کے مقابلہ پر استعمال نہیں ہوا؟

جواب۔ اس عبارت میں مومن سے مراد وہ شخص ہے جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لاتا ہے اور کافر سے مراد وہ شخص ہے جو آپ کا انکار کرتا ہے۔

عدالت کا سوال۔ تو کیا مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟

جواب۔ جی نہیں۔ یہاں پر لفظ مومن صرف مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے نہ کہ اسلام کے بنیادی عقیدوں پر ایمان لانے کے مفہوم میں۔

سوال۔ کیا جب کفر کے لفظ کے استعمال سے غلط فہمی اور تلخی پیدا ہونے کا احتمال ہے تو یہ بہتر نہیں ہوگا کہ یا تو اس کے استعمال کو قطعی طور پر ترک کر دیا جائے۔ یا اس کے استعمال میں بہت احتیاط برتی جائے؟

جواب۔ ہم ۱۹۲۲ء سے اس سے اجتناب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مولانا میکش کے سوال۔ کیا آپ نے اپنی جماعت کے متعلق کبھی امت کا لفظ استعمال کیا ہے؟

جواب۔ میرا عقیدہ ہے کہ احمدی علیحدہ امت نہیں ہیں۔ علاوہ اگر کہیں امت کا لفظ احمدیوں کے متعلق استعمال ہوا ہے تو بلحاظ جماعت کے ہوا ہوگا اور اس سے اصل مراد جماعت ہے۔

سوال۔ ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء کا الفضل دیکھئے اس میں حسب ذیل عبارت ہے:-

"اللہ تعالیٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے وہ کسی اور امت کے سپرد نہیں کیا۔ پہلے انبیاء میں سے کوئی نبی ایک لاکھ کی طرف آیا۔ کوئی نبی دو لاکھ کی طرف آیا اور کوئی دس لاکھ کی طرف آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم سوا لاکھ تھی یا ہو سکتا ہے کہ عرب کی آبادی آپ کے زمانہ میں دو تین لاکھ ہو۔ پس یہی آپ کے پہلے مخاطب تھے۔ لیکن ہمارے پہلے ہی چالیس کروڑ مخاطب ہیں۔"

یہاں کن معنوں میں آپ نے لفظ امت استعمال کیا؟

جواب۔ یہاں میں نے لفظ امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے استعمال کیا ہے۔

سوال۔ کیا آپ انگریزوں کے اس لئے ممنون احسان نہیں ہیں کہ ان کے عہد میں آپ کے مخصوص عقائد پھلے پھولے۔ اور کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ ان کے شکر گذار نہ رہیں؟

جواب۔ شکر گذاری ایک اخلاقی فرض ہے۔ اور اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صحیح ہے۔ کہ ہم ان کے احسان مند ہیں اور یہ اس منصفانہ سلوک کی وجہ سے ہے۔ جو انہوں نے ہر ایک کے ساتھ کیا جن میں ہم بھی شامل ہیں۔

سوال۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب نے انگریزوں کو ممنون کرنے کے لئے بلاد اسلامیہ میں اشاعت کی غرض سے جہاد کے خلاف اتنی کتابیں نہیں لکھیں۔ جن سے کم از کم پچاس الماریاں بھر جائیں؟

جواب۔ مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا اس غرض سے لکھا کہ اس سے ان غلط فہمیوں کو دور کیا جائے جو مسلمانوں کے خلاف دوسرے مذاہب میں پائی جاتی تھیں۔ یہ تصانیف کئی موضوع و مضامین پر مشتمل ہیں جن کے متعلق غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں۔ ضمناً ان میں مسئلہ جہاد بھی شامل تھا لیکن اس مخصوص مسئلہ پر انہوں نے صرف چند صفحات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا تھا۔

سوال۔ کیا مندرجہ ذیل شعر میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت نہیں دی؟

لہٗ خسف القمر المنیر و ان
لی خسفا القمران المشرقان اتنکر

یعنی رسول اکرم کے لئے صرف چاند کو گرہن لگا لیکن میرے لئے سورج اور چاند دونوں گہنا گئے اب

جواب۔ اس شعر میں صرف اس حدیث نبوی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔

سوال۔ کیا آپ نے کبھی عام مسلمانوں کو اچھوت کہا۔ اور اپنی جماعت کو اقلیت قرار دیا؟

جواب۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ میں عام مسلمانوں کو اچھوت یا پارٹی قرار دیتا ہوں۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ہماری جماعت تعداد کے لحاظ سے بہت تھوڑی ہے۔

عدالت کا سوال۔ پاکستان میں کتنے احمدی کلیدی اسامیوں پر فائز ہیں؟

جواب۔ میرے نزدیک تو چوہدری ظفر اللہ خاں کے علاوہ کوئی احمدی ایسی اسامی پر فائز نہیں جسے کلیدی کہا جا سکے۔

سوال۔ فضائیہ، بحریہ، بری فوج میں احمدی افسروں کی تعداد کیا ہے؟

جواب۔ بری فوج میں ½ یا ۲ فیصدی ہوں گے ہوائی فوج میں کوئی ۵ فیصدی اور بحری فوج میں ½ فی صدی۔

سوال۔ کیا مسٹر لال شاہ بخاری احمدی ہیں؟

جواب۔ جی نہیں۔

سوال۔ کیا جنرل ضیاء الدین احمدی ہیں؟

جواب۔ وہ کبھی احمدی تھے۔ لیکن میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ اب بھی احمدی ہیں یا نہیں۔

سوال۔ کیا مسٹر غلام احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج راولپنڈی احمدی ہیں؟

جواب۔ جی نہیں۔

سوال۔ کیا پاکستان میں موجود انڈونیشین سفیر کے پیش رو احمدی تھے؟

جواب۔ ۱۰۰ احمدیوں کی قادیانی جماعت سے تو یقیناً تعلق نہ رکھتے تھے۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے تھے یا نہیں بہرحال ۱۹۵۲ء میں انڈونیشین سفیر یقیناً احمدی نہ تھے۔

مولانا میکش کے سوال۔ کیا آپ نے اپنے خطبہ میں وہ الفاظ کہے جس کی رپورٹ الفضل مورخہ ۲۳ر جون ۱۹۵۲ء (دستاویز ڈی۔ ای ۲۲۶) میں شائع ہوئی ہے؟

جواب۔ میں رپورٹ کے الفاظ کے متعلق تو وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن یہ رپورٹ بہت حد تک ان الفاظ کے مفہوم کی آئینہ دار ہے جو میں نے کہے۔ میں نے یہ سب کچھ آفاق مورخہ ۲ر ۱۹۵۱ء کے ایک مقالہ کے جواب میں کہا تھا۔

سوال۔ اس رپورٹ میں آپ یا آپ کے کسی جانشین کے پاکستان کے فاتح ہونے کی طرف اشارہ ہے؟

جواب۔ آپ رپورٹ کو غلط طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔

عدالت کا نوٹ

اس یقین دلانے کے باوجود کہ مرزا غلام احمد صاحب یا گواہ کی کہی ہوئی کوئی بات یا جماعت احمدیہ کے شائع کردہ لٹریچر کو عدالت ایک مستقل ثبوت کی صورت میں تسلیم کرے گی۔ اس وقت تک جو بھی سوال کئے گئے ہیں۔ وہ مقدمہ زیر بحث کے سبب ایسی ہی تحریروں کے متعلق ہیں۔ یہ محض تفصیلات ہے اور ہم اس بارہ میں مزید سوالات کرنے کی اجازت دینے کو تیار نہیں۔

مسٹر نذیر احمد اسد ایڈووکیٹ کے سوالات عدالت کی اجازت سے

سوال۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ۲۳ر فروری ۱۹۵۳ء کے پرچہ میں آپ کا ایک بیان شائع ہوا تھا۔ کیا خواجہ نذیر احمد ایڈووکیٹ اس بیان کے شائع ہونے سے قبل یا بعد آپ سے ملے تھے؟

جواب۔ ہاں وہ اس بیان کی اشاعت سے ایک یا دو دن قبل مجھ سے ملے تھے۔

سوال۔ کیا خواجہ نذیر احمد نے دوبارہ کس وقت مارچ کے مہینہ میں آپ سے ملاقات کی؟

جواب۔ ہاں وہ دوبارہ بھی مجھ سے ملے۔ لیکن مجھے تاریخ یاد نہیں۔ وہ پہلی ملاقات کے ایک دو ماہ بعد ملے ہوں گے۔

سوال۔ کیا انہوں نے آپ کو خواجہ ناظم الدین کا کوئی پیغام دیا تھا؟

جواب:۔ نہیں۔ انہوں نے خواجہ ناظم کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ کراچی میں ان کی گفتگو بعض اہم شخصیتوں سے ہوئی ہے۔ میرا اپنا خیال یہ تھا کہ وہ گورنر جنرل سے ملے تھے۔

سوال۔ کیا انہوں نے مولانا مودودی کا نام لیا تھا؟

جواب:۔ نہیں۔

تحریری درخواست جو منجانب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عدالت میں داخل کی گئی

جناب عالی!

مظہر کے بیان روبرو عدالت مورخہ ۱۴؍۱؍۵۴ء میں چند جوابات چونکہ ایسے اصطلاحی الفاظ پر مشتمل تھے جو عام استعمال میں نہیں آتے۔ اس لئے ان کا ترجمہ شاید پورے طور پر مظہر کے مفہوم کا حامل نہ ہو۔ یا بصورت دیگر فریقین غلط تعبیر کی کوشش نہ کر سکیں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مظہر اپنے اصل الفاظ کو دہرا دے اور اپنا منشاء واضح کر دے۔ اس لئے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل جوابات شامل مثل فرمائے جاویں۔ سوال بر صفحہ ۱۲ یہ ہے۔

سوال۔ اگر لفظ بنیادی عام معنوں میں استعمال ہو تو پھر؟

جواب۔ عام مفہوم کے لحاظ سے اس لفظ کے معنی "اہم" کے ہیں۔ لیکن اس مفہوم کی رو سے بھی یہ اختلافات حقیقتاً بنیادی نہیں۔ اور انہیں فروعی کہا جا سکتا ہے۔

سوال۔ بر صفحہ ۳۲ و ۳۳ یہ ہے۔

سوال۔ آپ نے تشریعی اور غیر تشریعی نبی کا فرق بیان کر دیا ہے۔ اب کیا آپ مہربانی کر کے

ظلی اور بروزی کی تشریح فرمائیں گے؟

جواب۔ ان اصطلاحات کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جس کی نسبت یہ اصطلاحات استعمال کی جائیں۔ وہ بعض مخصوص صفات کا بجا و راست حامل نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے متبوع سے روحانی ورثہ پاتے ہوئے انعکاسی رنگ میں یہ صفات حاصل کرتا ہے سوال پر صفحہ ۱۳ یہ ہے۔

سوال۔ کیا آپ کے خیال میں مسیلمہ کذاب مرتد تھا؟

جواب۔ ہاں جب میں نے یہ کہا ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھا۔ تو اس سے میری مراد یہی ہے کہ وہ تشریعی نبوت کے دعوے کے بعد مسلمان نہیں رہا تھا۔

دوسری تحریری درخواست مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۵۴ء

جو منجانب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عدالت میں داخل کی گئی

جناب عالی!

میں نے کل جو بیان عصمت انبیاء کے متعلق دیا تھا۔ میرے دل میں شک تھا کہ شاید میں پوری طرح اپنے مافی الضمیر کو واضح نہیں کر سکا۔ عدالت کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے وکلاء سے مشورہ کرنے پر انہوں نے بھی اس رائے کا اظہار کیا۔ اس لئے میں آج اس سوال کے متعلق اپنا اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ بیان کر کے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے بیان میں کل کے حذف شدہ الفاظ کی جگہ ان الفاظ کو درج کیا جائے:۔

"بانی سلسلہ احمدیہ نے متواتر اور شدت سے اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ اور صغیرہ اور کبیرہ کسی قسم کا گناہ ان سے سرزد نہیں ہوتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ سردار انبیاء ہونے کے سب نبیوں سے زیادہ معصوم تھے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر دنیا کے آخری انسان تک کوئی شخص آپ کی معصومیت کے مقام کے قریب بھی نہیں پہنچا۔ نہ پہنچ سکے گا۔ قرآن کریم نے آپ کی معصومیت کی یہ ارفع شان بتائی ہے۔ کہ آپ پر نازل شدہ کتاب قرآن کریم کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ لا یمسہ الا المطہرون پاک لوگوں کے سوا اس کتاب کے مضامین تک کوئی نہیں پہنچ سکتا یعنی قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے بھی ایک درجہ معصومیت کی ضرورت ہے۔ پس کیا شان ہوگی۔ اس ذات والا کی جس کے دل پر ایسی عظیم القدر کتاب نازل ہوئی۔ اس طرح فرماتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث بھی اس لئے فرمایا تھا۔ کہ آپ اپنے ساتھ ملنے والوں کو پاک کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے ویزکیہم (اور یہ رسول اپنے مخاطبوں کو پاک کرے گا) اور آپ کے اہل بیت اور آل مطہرہ کے متعلق فرماتا ہے کہ ہم ان کی طرف برائی منسوب کرنے والوں کے الزامات سے ان کو پاک ثابت کریں گے اور ان کی پاکیزگی کو ظاہر کریں گے۔ اور وہ دو حدیثیں بخاری اور مسلم کی جو میں نے بیان کی تھیں (جن میں سے ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی تم لوگ اپنے دنیوی امور کو بہتر سمجھ سکتے ہو۔ اور دوسری میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی شخص مجھے دھوکا دے کر اپنے حق میں فیصلہ کروا لے تو اگر وہ اس سے فائدہ اٹھا کر دوسرے کا حق لینا چاہے گا تو وہ آگ کھائے گا) وہ اس بات کے اظہار کے لئے بیان کی تھیں کہ جو غیر مسلم مصنفین اس قسم کی حدیثوں سے آپ کی معصومیت کے خلاف استدلال کرتے ہیں وہ حق پر نہیں۔ ان احادیث میں آپ نے صرف اپنی بشریت کا اظہار کیا ہے اس سے آپ کی معصومیت کے خلاف استدلال کرنا درست نہیں۔ اور جس شخص کے متعلق خدا کہتا ہے۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (جب تو نے پھینکا تو تو نے نہیں پھینکا بلکہ (وہ خدا نے ہی پھینکا) اس کا اپنی بشریت کا علی الاعلان اقرار اس کے درجہ کے بلند ہونے اور اس کے اخلاق کے بے عیب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ کسی عیب یا نقص پر دلالت نہیں کرتا"

اعلان

جملہ احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ مغربی پنجاب میں تحقیقاتی کمیشن کے ذریعہ جو تحقیق گزشتہ فسادات کی ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق احباب کو روئیداد کے ذریعہ صدقہ کی تحریک ہوئی ہے۔ اور ویسے بھی صدقہ خواہ جانور کی قربانی کی صورت میں ہو یا نقد غرباء کی امداد کی صورت میں رد بلا کا کام دیتا ہے لہٰذا احباب اپنی اپنی جگہ انفرادی طور پر یا جماعتی طور پر صدقہ کا انتظام کر کے خاکسار بذا میں اطلاع فرمائیں اور دعا میں لگے رہیں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

نصرت و تائید الٰہی کا کرشمہ

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیدائش جہاں خدا تعالیٰ کی خاص بشارات کے ماتحت ہوئی وہاں حضور کا اس برگزیدہ جماعت کا امام مقرر ہونا بھی اس عظیم الشان پیشگوئی کا حصہ ہے۔ جس کا ذکر گذشتہ پرچہ میں تفصیلی طور پر کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ اس عظیم الشان پیشگوئی سے مراد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی ہے۔ جس میں ایک ایسے جلیل القدر بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ جس کے ذریعہ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔

پس بلحاظ اس کے کہ آپ کے متعلق ذوالعرش خدا نے پیشگوئی فرمائی اور اس کے تصرفات خاصہ کے ماتحت منصب امامت و خلافت آپ کے سپرد کیا گیا تو ضروری تھا کہ حسب دستور آپ کی بھی مخالفت ہوتی۔

چنانچہ حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ جونہی مسند خلافت و امامت پر متمکن ہوئے مخالفت کی آندھیاں چلنے لگیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات یہ آندھیاں خطرناک طوفان کی صورت اختیار کر جاتی رہیں۔ مگر محض تائید الٰہی سے ایسے خوفناک اوقات میں آپ جماعت کی کشتی کو ایسی عمدگی سے پار لے جانے میں کامیاب رہے کہ طوفان برپا کرنے والوں کو خائب و خاسر ہونا پڑا۔ اس قسم کا تجربہ نہ صرف ایک دو دفعہ بلکہ متعدد بار کیا گیا۔ اور ہر بار خدا تعالیٰ کی خاص نصرت و تائید حضرت امام ہمام کے شامل حال رہی۔

۱۹۵۲ء میں پاکستان کے اندر مخالفت کے کچھ بادل اٹھے۔ مگر جس خطرناک اور منظم صورت میں طوفان اٹھا جو ۱۹۵۳ء کے مارچ میں مغربی پاکستان بالخصوص خطہ پنجاب میں ظاہر ہوا۔ وہ بہت ہی ہیبت ناک تھا۔ حکومت کے بعض کل پرزے اور عوام بھی اس مٹھی بھر جماعت کو برباد کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے چنانچہ یہ عجیب عنصر ختم الفتنہ فتنہ بعض علماء نے اٹھایا اور انہیں کی طرف سے ۲۲ فروری کی تاریخ مقرر کی گئی۔ کہ اگر ہمارے مطالبات نہ مانے گئے تو پاکستان کے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان وہی حالات رونما ہو جائیں گے جو ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان ہوئے چنانچہ اس نوٹس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جہاں حکام وقت کو متنبہ کیا وہاں اپنی جماعت کو بھی ہوشیار رہنے اور صداقت کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کی تلقین کی۔ آپ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء میں ان امور کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں ہر با خدا انسان کی طرح اپنے تمام تر امور کا بھروسہ خدا پر ظاہر کیا اور اپنے ایمان اور یقین کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ جو ایک پہلو سے آئندہ ظاہر ہونے والے واقعات کے لئے پیشگوئی کا رنگ رکھتے ہیں۔

"یاد رکھو اگر تم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر مانا ہے۔ تو تمہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کی قائم کی ہوئی ہے۔ مودودی۔ احراری اور ان کے ساتھی اگر احمدیت سے ٹکرائیں گے تو ان کا حال اس شخص کا سا ہوگا جو پہاڑ سے ٹکراتا ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں۔ لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے انشاء اللہ تعالیٰ وباللہ التوفیق"

(ربوہ قادیان ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء)

حسب نوٹس یہ فتنہ اٹھا اور اپنی پوری شدت سے اٹھا متعدد مقامات میں جہاں اکا دکا احمدی طالب عوام کے ہاتھوں پٹا اور متعدد مقامات پر جائیدادوں کو نقصان پہنچا اور بعض افراد کو جام شہادت بھی نوش کرنا پڑا۔ گویا ایک آگ تھی جو خطہ پنجاب میں شعلہ زن تھی۔ یکم مارچ کو الفضل بند کر دیا گیا۔ اس کی جگہ لاہور سے فاروق جاری ہوا۔ جس کے پہلے نمبر میں حضرت امام ہمام نے ایک مختصر اور دردبھرا پیغام جماعت کے نام شائع فرمایا جس میں ایسی نازک حالت میں بھی خدا پر اپنے محکم یقین کا اظہار فرمایا:۔

"الفضل کو ایک سال کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ احمدیت کے باغ کو جو ایک ہی نہر لگتی تھی اس کا پانی روک دیا گیا ہے۔ پس دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اس میں سب طاقت ہے ....

.... آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گذشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب

وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا
مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ
مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا سمجھ لو کہ وہ
میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔
وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے۔
خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اسکی
مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم
اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار
کرو سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا۔" ۵۳-۳-۴
(بدر قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۵۳ء)

فتنہ ابھی زوروں پر تھا تو آپ نے ایک
بلیٹن کے ذریعہ مورخہ ۵۳-۳-۵ کو روحانیت سے
لبریز پیغام جماعت کے نام ارسال فرمایا۔ جس
میں فرمایا:۔

" آپ لوگ صبر سے کام لیں دعاؤں
میں لگے رہیں فتنوں کی جگہوں سے
بچیں ایک دوسرے کی خبر لیتے رہیں
مرکز سے تعلق بڑھانے چاہئیں افسروں
سے تعاون کریں اور خدا تعالیٰ پر پورا
توکل کریں کہ وہ جو آخر تک صبر سے کام
لے گا اور ایمان پر قائم رہے گا
وہی دائمی جنت کا وارث ہوگا۔ اور
خدائے تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا
خوش قسمت ہو تم کہ جنت تمہارے
قریب کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کے
فضل کے دروازے تمہارے لئے
کھول دیئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ
کے فرشتے تمہارے لئے اتر رہے
ہیں اور اُن کی نصرت بارش کی طرح برس
رہی ہے۔ جس کی آنکھیں ہیں وہ
دیکھتا ہے۔ جو اندھا ہے اُسے تو کچھ
بھی نظر نہیں آتا تم اپنی آنکھیں کھولو
اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھو
تم سے پہلے لوگ تم سے بہت زیادہ
مصیبتوں کا شکار ہوئے مگر انہوں
نے اُف تک نہ کی اور ہمت سے آگے
بڑھے گئے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی
گود میں انہوں نے جگہ پائی۔ تمہارے
لئے بھی وہی برکتیں ہیں صرف آگے
بڑھنے اور اٹھنے کی ضرورت ہے
خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔"
(بدر ۲۸ مارچ ۱۹۵۳ء)

اس جگہ اُن واقعات کے دہرانے کی ضرورت
نہیں جو ان خونیں ایام میں اس سرزمین کے اندر
ظاہر ہوئے۔ جن سے متاثر ہو کر مسلمانوں کے سمجھ
دار طبقہ نے نہ صرف پاکستان سے بلکہ دنیا کے ہر
حصہ سے مخالفین احمدیت کی غنڈہ گردی اور بے
اصولے پن کی مذمت کی اور ہندوستان کی متعدد
اخبارات نے اس پر مقالے لکھے۔

باوجودیکہ یہ وقت جماعت پر سخت ابتلاء
کا تھا۔ خدا تعالیٰ نے جماعت کو ہر طرح ثابت
قدم رکھا۔ اور باوجود بعض افراد کی جانی
اور بہت سی مالی قربانی کے ان کے ایمان پہلے
سے زیادہ پختہ ہوئے اور وہ اپنے اخلاص
اور محبت میں آگے ہی بڑھے۔

آخر حالات نے پلٹا کھایا۔ اس جماعت کو
اپنے ہاتھ سے قائم کرنے والے خدا نے اُسے
طوفان سے بچانے کے سامان کر دیئے۔ اور
مخالفت پر کمربستہ افراد کیفر کردار کو پہنچنے لگے
لاہور میں مارشل لاء لگا اور بموجب الہام الٰہی

؎ قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

اس فتنہ عظیم کے بانی مبانی علماء گرفتار کئے جانے
لگے اور سرزمین پنجاب نے پھر سے چین کا سانس
لیا۔ حکومت کی طرف سے ان فسادات کی پڑتال
کے لئے ایک کمشن مقرر کیا گیا۔ تمام سرکردہ
علماء کے بیان قلمبند کئے جانے لگے۔ گویا
خدا تعالیٰ کی طرف سے ان فتنہ انگیز افراد کی
ذلت اور رسوائی کے وہ سامان کئے جانے لگے
جس کے وہ مستحق تھے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے
عدالت کے سامنے ان کے بیانات ہوئے
شائع ہونے پر سنجیدہ طبع افراد نے اس پر
غور کیا اور بالآخر رہبران قوم کی بے بضاعتی
اور سفلہ پن کے معترف ہوئے۔ چنانچہ اخبار
صدق جدید کے حوالہ سے جمعیۃ العلماء ہند
کے ایک متوسل خصوصی کے قلم سے حسب ذیل
اعتراف ملاحظہ ہو:۔

" پاکستان کو تو چھوڑیئے اینٹی احمدیہ
تحریک نے علماء کرام کو اپنوں اور
غیروں کی نظروں میں اس قدر ذلیل
اور رسوا کیا ہے کہ مجموعی حیثیت
سے اس کی کوئی نظیر تاریخ میں نہیں
مل سکتی۔ حق یہ ہے کہ پاکستان کے
علماء نے اپنی گردنیں خود اپنے ہاتھوں
سے کاٹی ہیں۔ اور اپنے وقار پر خود
ہی خاک اڑائی ہے۔ لطف یہ ہے
کہ اس حادثہ کا اعتراف دوسرے
لوگ تو کریں گے خود علماء کرام ہرگز
نہ کریں گے ...... لاہور میں
جو تحقیقاتی کمشن علماء کرام سے شہادتیں
لے رہا ہے۔ اس نے نہ صرف علماء کے
وقار ہی کو بلکہ علم و فضل کو بھی بے نقاب
کر ڈالا ہے۔ شہادت دینے گئے تھے
اس بات کی کہ قادیانی کافر ہیں اور
بتا یہ آئے کہ غیرت سے وہ خود بھی
دوسروں کی نظروں میں کافر ہی قرار پائے
ہیں۔ اور وہ تکفیر بازی کی مشق آپس میں
ہی ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں ...۔"
(صدق لکھنؤ ۸ جنوری ۱۹۵۴ء)

تصویر کا دوسرا رُخ دیکھئے ؎

ذلت ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے
کیا مفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے

۱۹۵۳ء کی مخالفت کے بعد جب ربوہ میں جلسہ
سالانہ منعقد ہوا تو حسب دستور اس جلسہ
پر بھی ہزاروں عقیدت مند احمدیوں کے علاوہ
متعدد غیر احمدی بھی شریک جلسہ ہوئے۔ چنانچہ
ہفت روزہ "اقدام" لاہور حضرت امام جماعت
احمدیہ کی تقریر کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:۔

" مرزا صاحب نے ساڑھے چار گھنٹے کی
تقریر میں جماعتی تنظیم کے علاوہ ملکی اور
عالمی سیاست کے ہر اہم مسئلہ پر روشنی
ڈالی اور بالخصوص احمدیت کے سرپھرے
مخالفین کی طرف سے جو اعتراضات
کئے یا بقول مرزا صاحب جو جھوٹے
الزامات لگائے جاتے ہیں ان کے
انہوں نے وہ بخیئے اُدھیڑے کہ مجمع پر
کیفیت کا عالم طاری ہو گیا اور سامعین
کے چہروں پر ایسی بشاشت نظر آنے
لگی گویا مخالفتوں کے شور اور مشکلات
کے پہاڑ اُٹھانے ان کے لئے اب
پہلے سے بھی زیادہ آسان ہو گئے ہیں
.... اس تقریر کے
بعد یوں معلوم ہوتا تھا کہ اینٹ روڑا
کے یہ پُتلے اب پہلے سے بھی زیادہ
مضبوط ہو گئے ہیں۔ اور یہ کہ ان میں
ایک نئی روح پھونک دی گئی ہے۔"

" میں جس قدر بھی مجمع کی کیفیت کا مطالعہ
کرتا تھا اسی قدر میرا یہ احساس
بڑھتا جا رہا تھا کہ مولویوں کی مخالفت
نے انہیں زیادہ راسخ عقیدہ بنا
دیا ہے۔ اور یہ اپنے ارادوں میں
اور زیادہ پختہ ہو گئے ہیں۔ اور
اُن کے حوصلے نہ صرف بڑھے ہیں
بلکہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔"

....

" میرے دل نے کہا اے کاش ہمارے
علماء جذباتی نعرے لگانے اور
کانفرنسوں سے ہمارا لہو گرمانے کی
بجائے ٹھوس بنیادوں پر اس جماعت
کا مقابلہ کریں۔ لیکن ٹھوس بنیادوں
پر مقابلہ خالہ جی کا گھر نہیں۔ اسی
لئے منفی قسم کی جدوجہد کی بجائے
خاص مثبت نوعیت کے عمل کی ضرورت
ہے۔"

" یعنی جو کام احمدی لوگ سرانجام
دے رہے ہیں اُسے ہم اور ہمارے
مولوی صاحبان سرانجام دے رہے
ہوں۔ ان کا ایک مشن قائم ہے۔
تو اس کے مقابلے میں ہمارے دس
مشن ہونے چاہئیں۔ جو ان کے تبلیغی
کارہائے کو تہس نہس کر کے رکھ دیں
لیکن اس کے لئے روپے سے زیادہ
عزم و استقلال اور جذبہ قربانی کی
ضرورت ہے۔ اور وہ ہم میں مفقود
ہے۔ چندے کی اپیلیں بہت ہیں
اور کام کی سبیلیں کوئی نہیں۔ نعرے
جتنے چاہے لگوا لو لیکن عمل کے نام پر
میدان صاف ہے۔"
(اقدام لاہور ۵ جنوری ۱۹۵۴ء)

۱۹۵۳ء کی طوفانی مخالفت کے بعد بھی ایسے
ہی سنجیدہ مزاج افراد کو بھی جلسہ سالانہ میں شرکت
کا موقع ملا۔ چنانچہ ہفت روزہ "تنظیم" پشاور
کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے تاثرات ۴ جنوری
کے پرچہ میں بایں الفاظ شائع کئے:۔

" ہم نے گولڑہ شریف کے عرسوں میں
شرکت کی ہے۔ تقریریں سنی ہیں۔ قوالیاں
سنی ہیں۔ حسب مراتب مہمان نوازیاں
دیکھی ہیں۔ لیکن جو عملی تجاویز عملی
کارکردگی عملی تڑپ عملی نقل و حرکت
عملی ولولہ ایک چھوٹی سی جماعت احمدیہ
کے اندر ہے وہ ہم نے گولڑہ شریف
کے جم غفیر میں بھی نہیں دیکھی۔ ہم اگر
یہ تجویز پیش کریں تو کون مانے گا کہ
گولڑہ شریف۔ سیال شریف۔ خواجہ
حسن نظامی اور سب بزرگ مل کر ایک
کانفرنس منعقد کریں۔ جس میں جماعت
احمدیہ کے ساتھ ان باتوں کا تصفیہ
کریں جو مابہ الاختلاف ہیں اور پھر
ایک متوازن شکل میں خدمت قرآن
کریں۔ ہم نے خود پانچ منٹ حضرت
بشیر الدین محمود صاحب سے ملاقات
کی۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ میرا مرید نہیں
ہے انہیں معلوم تھا کہ جماعت کے
وابستگان کے سلسلہ میں اس کا نام
نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے جن خیالات
کا اظہار فرمایا اس میں اسلام اور
دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے لئے سچی تڑپ سچی عقیدت اور
سچی راہنمائی کے آثار نظر آ رہے تھے۔"

اسی پرچہ میں دوسری جگہ حضرت امام ہمام
ایدہ اللہ تعالیٰ کے تحقیقاتی عدالت کے
روبرو بیان درج ہیں۔ پڑھنے والے خود اندازہ

(باقی صفحہ [illegible] کالم [illegible] پر)

مہدی علیہ السلام نبی نہیں ہونگے لیکن حضرت مسیحؑ دوبارہ آئینگے تو نبی ہونگے

مسٹر مظہر علی اظہر کا بیان اس اعتراف کے مترادف ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی ایسے شخص کا امکان ہے

جسے "نبی" کہا جاسکتا ہے

تحقیقاتی عدالت میں مجلس احرار کے وکیل مسٹر مظہر علی اظہر کی بحث

لاہور ۱۰ر فروری مجلس احرار کے وکیل مسٹر مظہر علی اظہر نے آج فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں اپنے دلائل کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ عام مسلمانوں کی شدید خواہش کے پیش نظر اس صورت حال سے بچنے کے لئے کیا گیا تھا۔ کہ احمدی اپنے مذہبی اعتقادات باقی مسلمانوں پر مسلط نہ کر دیں۔

مسٹر مظہر علی اظہر نے کہا کہ احمدیوں کو عام مسلمانوں کا جزو نہیں سمجھا جاسکتا۔ کیونکہ ان دونوں کے مذہبی عقائد میں اختلاف ہے۔

عدالت کے اس استفسار پر کہ بالفرض احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا جائے۔ تو کیا اس کے بعد وہ انہیں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دیں گے؟

مجلس احرار کے وکیل نے کہا۔ کہ انہیں تبلیغ کی اس حد تک اجازت دی جائے گی۔ کہ ان کی تبلیغ امن و امان کا مسئلہ نہ بن جائے۔

اس سے پہلے انہوں نے کہا کہ اصل مسئلہ یہ ہے کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری پیغمبر تھے؟ اور کیا اسلامی عقائد کے مطابق گذشتہ ۱۴ سو سال میں رسول اکرمؐ کے بعد کوئی نبی ہوا ہے؟

عدالت کے ایک سوال کے جواب میں مجلس احرار کے وکیل نے کہا کہ مہدی نبی نہ ہونگے۔ بشرطیکہ اسے ثابت کرنے کے لئے وہ اپنی تلوار استعمال نہ کریں۔ لیکن حضرت مسیحؑ جب ظاہر ہوں گے تو وہ نبی ہونگے۔

عدالت نے کہا کہ وکیل کا بیان اس اعتراف کے مترادف ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی دنیا میں ایک ایسے شخص کے ظہور کا امکان ہے جسے نبی کہا جاسکتا ہے۔ اور اب ثابت کرنے کی بات یہ ہے کہ اس کا دعویٰ صحیح ہے یا غلط۔

مجلس احرار کے وکیل نے کہا کہ چوہدری ظفر اللہ خان کی ستمبر ۱۹۵۱ء کی [illegible] تبلیغی دلائل پر مبنی تھی کہ احرار کو کراچی میں عام جلسے کرنے کی اجازت دی جاتی ہے لیکن ایسی ہی سہولتیں احمدیوں کو نہیں دی جاتیں۔

وکیل کے بیان کے مطابق احرار کے جلسوں سے ملک کے امن کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لیکن یہ بات احمدیوں کے جلسے کے متعلق نہیں کہی جاسکتی انہوں نے کہا کہ کراچی میں احمدیوں کو عام جلسے کرنے کی اجازت دینے اور پولیس کی حفاظت میں چوہدری ظفر اللہ خان کی تقریر سے ملک کے عوام میں بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی۔

چیف جسٹس مسٹر محمد منیر نے وکیل سے سوال کیا کہ کیا وہ اس اصول سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ اس لئے یہ کام ریاست کا ہے۔ کہ اسلام کے اصولوں پہ کوئی حملہ نہ ہونے دے۔ خواہ وہ دائرہ اسلام کے باہر کیا جائے یا حملہ آور مسلمانوں کے لباس میں ہوں؟ چیف جسٹس نے کہا کہ مجلس احرار کے وکیل اس سوال کے واضح جواب سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ سوال بار بار دہرایا گیا ہے۔

اس مرحلے پر صاحبزادہ فیض الحسن نے جو عدالت میں موجود تھے، اصول کو تسلیم کر لیا۔

مسٹر مظہر علی اظہر نے کہا کہ ایسی صورت حال عمداً پیدا کی گئی تھی کہ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کو اقتدار سے ہٹا دیا جائے۔ ان کے بیان کے مطابق مرکز اور صوبے میں اختلافات کے آثار عیاں تھے۔

انہوں نے کہا کہ مرکز میں چوہدری محمد علی، مسٹر ایم۔ اے گورمانی اور چوہدری ظفر اللہ خان کے ذریعے پنجاب کی نمائندگی پر اپنی بے اطمینانی کا اظہار کر کے مسٹر دولتانہ نے مرکز کو ناراض کر لیا تھا۔

وکیل نے کہا کہ مرکز اور صوبے میں اختلافات کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ مسٹر دولتانہ نے معاملہ کو مشتہر کیا اور مرکز کے بحران کا حل معلوم کرنے کے لئے تحریک کے محرکوں کو مرکز کی طرف بھیج دیا۔

مسٹر مظہر علی اظہر نے اپنے دلائل کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مرکز کے پاس اگر یہ یقین کرنے کے لئے اسباب موجود تھے۔ کہ مسٹر دولتانہ کراچی کو تحریک کا راست اقدام مرکز عمداً بنانا چاہتے ہیں۔ تو ممکن ہے کہ مرکز نے انتقامی کارروائی کے طور پر پنجاب کو تحریک کا مرکز بنا دیا ہو۔

مجلس احرار کے وکیل نے کہا کہ مرکز نے احمدیوں کو اجازت دے دی تھی کہ وہ کراچی میں پولیس کی سنگینوں کی حفاظت میں اپنے عقائد کے مطابق اسلام کی تبلیغ کر سکیں اور مرکزی حکومت یہ چاہتی تھی کہ مسٹر دولتانہ مسجدوں میں ہزار پونے چودہ سو سال پرانے عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ روک دیں۔

یہ دریافت کرنے پر کہ کیا کسی شخص کو مسجد میں ایسی تقریر کرنے کی آزادی دے دی جائے جس پر عام طور پر دفعہ ۵۳ (الف) قانون تعزیرات پاکستان کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے وکیل نے قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی ہدایت پر کہا کہ ایسی تقریروں پر کارروائی کی جاسکتی ہے۔

وکیل نے کہا کہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے وقت بھی مسجدوں میں نماز کے وقت اجتماع کی ممانعت نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن صاحبزادہ فیض الحسن نے تسلیم کیا کہ کوئی سیاسی جماعت اگر سیاسی مقصد کے پیش نظر اور دفعہ ۱۴۴ سے بچنے کے لئے مسجد میں جلسہ کرے تو مسجد کی حرمت پر اثر انداز ہوئے بغیر اس کی ممانعت کی جاسکتی ہے۔

مقامی خبریں

قادیان ۱۴ر فروری۔ بیرنگ کالج بٹالہ کی سالانہ انٹر کلاسز ٹورنامنٹ میں جناب پرنسپل صاحب کی خواہش پر احمدیہ کبڈی کی ٹیم قادیان نے بھی شرکت کی۔ چنانچہ ۱۳ر فروری کو تین بجے بیرنگ کالج بٹالہ کی ٹیم سے مقابلہ ہوا۔ کرسی ایل مہرہ نے ریفری کے فرائض سرانجام دیئے۔ الحمد للہ کہ ۱۷ پوائنٹس کے مقابل پر ۳۲ پوائنٹس احمدیہ کبڈی ٹیم کو حاصل ہوئے۔ بعد اختتام ٹورنامنٹ جناب ایس پی جی صاحب نے انعام تقسیم کئے اور ہماری ٹیم کو کامیابی پر کپ عطا کیا۔

۱۷ر فروری کو مسعود احمد صاحب خورشید مد محمد علی اینڈ سنز۔ لاہور بمعہ اہل و عیال مورخہ ۱۳/۲/۵۴ رات کی گاڑی آئے اور چند روز مقامات مقدسہ کے بعد آج صبح دس بجے کی گاڑی واپس تشریف لے گئے۔ جاتے ہوئے آپ نے محترم امیر صاحب مقامی قادیان کو دو صد روپیہ کا چیک امداد درویشان کے لئے دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت دے اور ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے۔

نجات کی طرف دوڑو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(۱) خدا تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنت دے گا" (قرآن کریم) اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصہ بھی تحریک جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنت مانگ سکو!

(۲) دنیا میں آج خدا تعالیٰ کو قریباً ہر گھر اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے اے احمدی مخلصو! خدا تعالیٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریک جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے۔

(۳) سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اے محمد رسول اللہ کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے۔ اور تحریک جدید میں حصہ لے کر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے۔

مرزا محمود احمد

احباب جماعت کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

جیسا کہ احباب جماعت کو بخوبی علم ہو چکا ہے۔ کہ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ہر فرد جماعت کا تحریک جدید میں شامل ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ اس تحریک میں مستورات اور بچوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا جاوے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پانچ روپے سالانہ دینے کی توفیق نہ پاتا ہو وہ اپنے ہمسایہ سے مل کر ان میں حصہ لے اور کئی کئی فرد مل کر پانچ روپے کا وعدہ پورا کریں۔ عام طور پر حضور نے تحریک جدید کی قربانی کا وہ معیار جس کو قربانی کہہ سکتے ہیں ایک ماہ کی نصف آمد تک مقرر فرمایا ہے۔ ایسے احباب جو ایک ماہ کی پوری آمد دیں ان کے متعلق فرمایا کہ ان کے متعلق سمجھا جائے گا کہ انہوں نے تکلیف اٹھا کر قربانی کی۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے یہ خطبات ہر جماعت میں اس جماعت کی تعداد کے لحاظ سے کافی کافی مقدار میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ حضور کے یہ ایمان افروز ارشادات ہر فرد جماعت تک پہنچ گئے ہوں گے۔ لیکن ابھی تک جبکہ ہندوستان کی جماعتوں کے وعدہ کی میعاد بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔ وعدہ جات میں بہت کمی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس تحریک کی وسعت کو مدنظر رکھتے ہوئے پچھلے سالوں سے اس دفعہ وعدہ جات کی مقدار بڑھ جاتی مگر ہوا یہ کہ ابھی تک وعدہ جات کی رفتار پہلے سالوں سے بہت سست ہے۔

پس چاہیئے کہ فوری طور پر پریذیڈنٹ صاحبان سیکرٹریان مال اور ہر مخلص احمدی تحریک جدید کے وعدے لے کر مرکز میں بھجوائے۔ اس ضمن میں امید ہے کہ جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ ہندوستان کی جماعتیں ۱۵ تا ۲۱ر فروری تحریک جدید کا ہفتہ منائیں مخلصین جماعت اور عہدیداران نے حتی المقدور کوشش کی ہوگی۔

ایک امر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو دوست اس سے بیشتر اپنی پانچ پانچ چھ چھ ماہ کی آمد چندہ تحریک جدید میں دیتے تھے وہ ہر سال دس فی صدی کمی کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ وہ اصل معیار پر آ جائیں۔ ساتھ ہی حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ایسے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ایک ایک نئے دوست کو اس تحریک میں شامل کریں گے۔ تا بجٹ کو نقصان نہ پہنچے۔

بالآخر یہ بھی گذارش ہے کہ حسب سابق ۳۱ر مارچ تک سو فی صدی وعدہ ادا کرنے والے سابقون الاولون کی فہرست حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں برائے دعا پیش کی جائے گی۔ پس دوست کوشش فرمائیں کہ اپنا وعدہ ۳۱ر مارچ تک سو فی صدی ادا کر کے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعائیں لیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔

خاکسار:۔ وکیل المال تحریک جدید قادیان

بقایا چندہ تحریک خاص اور جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

احباب جماعت پر یہ امر واضح ہے۔ کہ تقسیم ملک کے بعد مرکز احمدیت کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور آمد میں کمی کے باعث صدر انجمن احمدیہ پر سے قرضہ کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس تحریک کے اجراء کی ضرورت پیش آئی تھی۔

تمام جماعتہائے احمدیہ اور مخلصین احباب کا فرض تھا کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بناتے اور اپنی مالی قربانیوں سے صدر انجمن احمدیہ پر سے قرضہ کا بوجھ ہلکا کرتے۔

اس امر کا اعتراف ہے کہ اکثر جماعتوں اور مخلصین نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور خود قربانی کی۔ مالی مشکلات برداشت کیں۔ لیکن جماعت کی زیادہ سے زیادہ امداد فرمانے کے باوجود تا حال صدر انجمن احمدیہ پر سے قرضہ کا بوجھ ہلکا نہیں ہوا۔ اسلئے مخلصین جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ اس تنگی کے دور میں اور مالی بحران کے وقت اپنے اموال سے زیادہ سے زیادہ خدا کی راہ میں خرچ کریں۔ یقیناً اللہ تعالےٰ ان کے اموال میں برکت دے گا۔ اور دونوں جہان میں ان کی نصرت فرمائے گا۔

امید ہے کہ جماعتیں اور مخلصین احباب ایک بار پھر اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے فرض منصبی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور جن احباب نے تا حال اپنے وعدے ادا نہیں کئے وہ جلد بقایا ادا فرمائیں گے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

سچائی کا بول بالا

قادیان ۸ر فروری۔ میں مع لوکل کانگریس کے ایک ذمہ دار عہدیدار کے بازار میں سے گزر رہا تھا۔ کہ لالہ ہری رام صاحب سابق پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی و آریہ سماج قادیان ہمیں ملاقی ہوئے مختلف باتوں کے بعد جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔ لالہ صاحب موصوف نے بہت سے تعریفی کلمات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق استعمال کئے اور کہنے لگے کہ ایک دفعہ کسی کام کی غرض سے میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آپ جماعت احمدیہ کے ساتھ تجارتی معاہدہ کر کے اپنے کاروبار کو فروغ کیوں نہیں دیتے۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ میں آریہ سماج کا پریذیڈنٹ ہوں۔ اور اپنے خیالات اور عقائد میں بہت پختہ ہوں۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں احمدیوں کے ساتھ کسی معاہدہ میں شریک ہوں۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم اس شخص کو پسند نہیں کرتے جو اپنے مذہب پر پختہ نہ ہو اور کسی معاہدہ کی خاطر اپنے عقائد میں نرمی برتے۔ ایسے کمزور عقیدہ والے لوگوں کا معاہدہ کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اس سے دنیا میں امن و امان اور رواداری کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی۔

پس ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے مذہب اور عقیدہ پر پختہ رہ کر جماعت کے ساتھ معاہدہ کریں اور اپنا تجارتی فائدہ اٹھائیں۔ میں آپ کے ان خیالات کو سن کر بہت متعجب ہوا اور آپ کی رواداری اور حسن سلوک کا ذکر آریہ سماج کے اپدیشکوں سے کیا۔ پھر کہنے لگے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے اصولی خیالات اور کارنامے سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔

یہ ساری گفتگو سن کر کانگریس کمیٹی کے معزز عہدیدار نے فرمایا۔ کہ واقعی مجھے تعجب ہے کہ باوجود اس قسم کے سلوک اور رواداری کے آپ سیکولر حکومت میں رہتے ہوئے اب اس چھوٹی سی اقلیت کو پریشان کرنے سے نہیں چوکتے حالانکہ اب آپ کو اپنے اخلاق کے دکھانے کا سنہری موقعہ ملا ہوا ہے۔ خاکسار

برکات احمد راجیکی ناظر امور عامہ قادیان

بقیہ صفحہ ۹ تائید الٰہی کا کرشمہ

کر سکتے ہیں۔ کہ پیش کردہ سوالات کو حضور نے کس عمدگی مگر نہایت سادگی سے حل کیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض سوالات کے جوابات میں بمقابلہ دیگر علماء کے آپ نے اصل اسلامی نظریات ایسے انداز سے پیش فرمائے ہیں جس سے اسلام کی سربلندی اور اسکی فتح ظاہر ہوتی ہے اور مخالفین اسلام کے متعدد اعتراضات خود بخود ہی دور ہو جاتے ہیں۔

بہرحال پاکستان میں مخالفت کا طوفان جماعتی طور پر جماعت احمدیہ کے ابتلا کا موجب ہوا اور اس جماعت کے ایمان کو بہت زیادہ بڑھانے کا باعث بنا۔ کیونکہ ہر احمدی نے دیکھ لیا کہ کس طرح دشمن پہاڑ سے ٹکرایا اور چکنا چور ہو گیا اور احمدیت کو فتح نصیب ہوئی۔ خواہ مخالف مولوی زبان سے اس کا اقرار نہ کرے۔ مگر اس کا دل ضرور گواہی دیتا ہے کہ خدا کے مقدس خلیفہ کے یہ الفاظ سچے ثابت ہوئے کہ

"احمدیت خدا کی قائم کی ہوئی ہے۔ مودودی احراری اور ان کے ساتھی اگر احمدیت سے ٹکرائیں گے تو ان کا حال اس شخص کا سا ہوگا جو پہاڑ سے ٹکراتا ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں۔ لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہار جائیں گے انشاء اللہ تعالےٰ" وباللہ التوفیق۔

مختصر اور ضروری خبریں

قاہرہ ۔ ۱۲ فروری ۔ قاہرہ میں شاہ فاروق کی نادر اشیاء کا نیلام شروع ہو گیا ہے ۔ نیلام کنندہ ایک انگریز ہے ۔ اس نے کل "خدا اور انقلاب کے نام پر" نیلام شروع کیا ۔ سب سے پہلے فاروق کے ٹکٹ نیلام کے لئے پیش کئے گئے ۔ ان ٹکٹوں کی قیمت ۱½ کروڑ روپے ہے ۔

۵۰ ٹکٹوں کو ۱۰۰۰ پیکٹوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ بولی شروع ہونے کے ایک گھنٹہ بعد کے اندر ۱۷ ہزار روپے کے ٹکٹ فروخت ہوئے ۔ کینیڈا کی ٹکٹ فروشوں کی ایک فرم نے مصر کے ۹ قدیم ترین ٹکٹ حکومت مصر کی مقرر کردہ قیمت سے بھی کئی رقم سے خرید ہے ۔ فاروق کے اشیاء کا سب سے پہلا سودا اس فرم نے کیا ۔

ٹکٹوں کا یہ ذخیرہ سابق شاہ فاروق کے والد شاہ فواد نے جمع کیا تھا ۔ اور یہ دنیا کا ایک بہترین ذخیرہ سمجھا جاتا ہے ۔ خیال ہے کہ ٹکٹوں کی فروخت ایک ہفتہ تک جاری رہے گی ۔

الہ آباد ۔ ۱۳ فروری ریلوے ایڈمنسٹریٹر افسر مسٹر ایم ۔ اے راؤ نے آج بتایا کہ کمبھ میلہ کے انتظامات پر ۷۵ لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں یقین ہے کہ میلہ کے سلسلہ میں ریلوں کو کوئی نقصان نہ ہوگا

بمبئی کے اخبار بلٹز نے الزام لگایا کہ کمبھ میلہ میں کچلے جانے سے ۷۱۰ ہلاکتیں ہوئی ہیں ۔ جب میلہ میں بھگدڑ مچی تو صرف سو پولیس والے انتظام کے لئے موجود تھے ۔

بنگلے سادھوؤں کی مبینہ بدتمیزی بازی اور پولیس کے مبینہ لاٹھی چارج کے علاوہ ایک ہاتھی کے دیوانہ ہو جانے سے بھی نقصان جان ہوا ۔ اس ہاتھی نے ایک عورت اور ایک لڑکی کو اٹھا کر مجمع پر پھینک دیا ۔ اس سے کافی گڑبڑ مچی ۔

پھگواڑہ ۔ ۱۳ فروری ۔ صدر کانگریس پنڈت نہرو نے آج اعلان کیا کہ اگر ہندوستان پر حملہ کیا گیا ۔ تو وہ اپنی مشکل سے حاصل کی ہوئی آزادی کو بچانے کے لئے پوری طاقت سے جنگ کرے گا ۔ انہوں نے مزید کہا کہ ملک کی طاقت کا انحصار صرف فوج یا اسلحہ بندی پر ہی منحصر نہیں بلکہ اقتصادی خوشحالی اتحاد اور عوام کے جذبہ پر اس کا انحصار ہے ۔ ہم پوری طاقت کے ساتھ ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

نئی دہلی ۔ ۱۵ فروری ۔ ہندوستان کے اگلے پنجسالہ پلان کی تیاری شروع ہو گئی ہے اس پلان پر ستر ارب خرچ ہونے کا اندازہ ہے ۔ اندازہ ہے کہ دوسرے ۵ سالہ پلان کے لئے بیرونی ملکوں سے ہندوستان کو کافی سرمایہ مل سکے گا ۔ عالمی بنک کے جس مشن نے حال ہی میں ہندوستان کا دورہ کیا تھا ۔ وہ ہندوستان کی ترقی سے بہت متاثر ہوا ۔ اور امید ہے ہندوستان کو زیادہ روپیہ قرض دینے کی سفارش کی ہے اس مقصد کے لئے غیر ملکی سرمایہ تو بآسانی مل سکے گا ۔ لیکن ہندوستان میں سرمایہ کی فراہمی میں مشکلات پیش آئیں گی ۔ اس کے علاوہ بعض اور انتظامی دشواریوں کا بھی سامنا ہوگا ۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ۔ کہ دوسرے پانچسالہ پلان کی تکمیل کے بعد ہندوستان کا شمار دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں ہوگا ۔ اور عوام کا معیار زندگی اور ان کی آمدنی اس حد تک بڑھ جائے گی ۔ جس کا آج تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔

پہلے پانچسالہ پلان میں دریائی وادیوں کے منصوبوں پر اور بھاری صنعتوں کے قیام پر زور دیا گیا تھا ۔ دوسرے پانچسالہ پلان میں آسائش عامہ کے کاموں پر زیادہ زور دیا جائے گا ۔ پہلے پانچسالہ پلان کو ابھی صرف تین سال ہی ہوئے ہیں ۔ لیکن خوراک کا مسئلہ تقریباً حل ہو گیا ہے ۔ اسی طرح اس بات کی امید ہے کہ ۱۹۵۸ء تک ہندوستان کی فولاد کی پیداوار ۴۰ لاکھ ٹن تک پہنچ جائے گی ۔

واشنگٹن ۔ ۱۵ فروری ۔ برطانوی سائنسدان سر ولیم اپنے جنہوں نے گذشتہ برس آسٹریلیا میں ایٹمی ہتھیاروں کے تجربے کئے نے آج یہاں بتایا کہ ایٹمی قوت سے چلنے والی بجلی کے سٹیشن ۵۰ برس میں دنیا کی کایا پلٹ دیں گے ۔ آپ نے کہا کہ ایٹمی بموں سے ہونے والے نقصان کا انحصار اس بات پر ہے ۔ کہ شہر کا ڈھانچہ کیسا ہے ؟ بم سے جو جاپانی شہر تباہ ہوا ۔ وہ لکڑی کا بنا تھا ۔ لیکن ٹورنٹو کی مانند مغربی ملکوں کے شہروں کو ایٹم بموں سے اتنا زیادہ نقصان نہیں پہنچ سکتا ۔

میسور ۔ ۱۵ فروری ۔ سنٹرل فوڈ ٹیکنالوجیکل انسٹیٹیوٹ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ایک دو ماہ کے اندر مصنوعی چاول تیار کرنے کے لئے ایک چھوٹا پلانٹ اس انسٹیٹیوٹ میں لگایا جائے گا ۔ جس میں ہر روز ۲ ہزار مصنوعی چاول تیار ہوگا ۔ اعلان میں کہا گیا ہے کہ اگرچہ پیداوار کی یہ مقدار تھوڑی ہے ۔ لیکن پھر بھی یہ چاول دس ہزار اشخاص کے لئے کافی ہوگا ۔ چار ایکڑ زمین پر بھی دو ٹن چاول پیدا ہوتا ہے ۔ اس طرح یہ پلانٹ چار ایکڑ زمین کا کام دے گا ۔ اس چاول کو خاص خاص منتخب علاقوں میں فروخت کیا جائے گا ۔ تاکہ اس کے متعلق لوگوں کے ردعمل اور ان کی صحت پر ان کے اثر کا جائزہ لیا جا سکے ۔ اس اعلان کے مطابق حالیہ تجربوں نے ثابت کر دیا ہے ۔ کہ اس چاول میں خوراک کی طاقت قدرتی چاولوں سے ۲½ گنا زیادہ ہے ۔

لنڈن ۔ ۱۵ فروری ۔ برطانیہ کے ماہرین کی ایک کمیٹی نے بتایا ہے کہ تمباکو نوشی پھیپھڑے کے سرطان میں باہمی تعلق ہے ۔ یہ انکشاف برطانیہ کی پارلیمنٹ میں وزیر صحت مسٹر میک لیڈ نے کیا ہے ۔ آپ نے کہا ۔ کہ یہ ضروری ہے ۔ کہ نوجوانوں کو اس خطرے سے آگاہ کیا جائے ۔ اور انہیں اب زیادہ تمباکو نوشی سے روکا جائے ۔ یہ خطرہ خاص طور پر سگریٹوں کے پینے سے بڑھتا ہے ۔ حکومت اس سلسلہ میں تحقیقات کر رہی ہے ۔

چنڈی گڑھ ۔ ۱۶ فروری ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے سارے صوبہ پنجاب میں چاول کا راشن ختم کر دیا ہے اور چاولوں کی نقل و حرکت پر عائد شدہ تمام پابندیاں بھی ہٹا لی ہیں ۔ جس کے نتیجے کے طور پر اب چاول کھلے بازار میں فروخت ہو سکے گا ۔ اور بغیر کسی پابندی کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکے گا ۔

چنڈی گڑھ ۔ ۱۶ فروری ۔ پنجاب کے محکمہ منتری شری سچر نے آج ۹ میل لمبی ریلوے لائن کا جو چنڈی گڑھ کو دہلی انبالہ کالکا مین لائن سے ملاتی ہے افتتاح کیا ۔ انبالہ سے ایک سپیشل ٹرین نئی ریلوے لائن پر چلائی گئی ۔ محکمہ منتری شری سچر نے دھکولی لیول کراسنگ گیٹ پر چھوٹا سیور کھینچ کر سگنل ڈاؤن کیا ۔ پنجاب کے وزراء اور ریلوے اور پنجاب سرکار کے حکام نے کراسنگ سے چنڈی گڑھ تک سپیشل گاڑی میں سفر کیا ۔ نئی لائن گھگر ریلوے سٹیشن سے تین میل سے شروع ہوتی ہے ۔ اور نئی راجدھانی میں سے گزرتی ہوئی براستہ چنڈی گڑھ ریلوے سٹیشن سے جا ملتی ہے ۔ نئی ریلوے لائن ۷۵ لاکھ روپے کی لاگت سے پانچ ماہ میں بنائی گئی ہے اور اس لائن پر ۵۰ کے قریب پل بنائے گئے ریلوے لائن کے افتتاح پر ناردرن ریلوے کے جنرل مینجر شری کے ۔ بی ۔ ماتھر نے کہا شروع میں شہر تک سپیشل سروس چلائی جائے گی ۔ تاہم یکم اپریل سے تمام مین لائن کی گاڑیاں نئے روٹ پر چلیں گی ۔ انہوں نے کہا کہ سر دست اس سٹیشن پر ٹرانسپورٹ کی سہولیات عارضی نوعیت کی ہیں ۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ سہولیات میں اضافہ ہو جائے گا ۔ شری ماتھر نے بتایا کہ اس لائن کی تعمیر کی منظوری انہیں گذشتہ اگست میں ملی ۔ اس کے بعد کام شروع کر دیا گیا ۔ شری سچر نے اپنی تقریر میں کہا کہ ریلوے منسٹر شری لال بہادر شاستری نے نئی لائن کی تعمیر میں جو دلچسپی لی ہے ۔ اس کے لئے میں مشکور ہوں ۔

شانتی نگر ۔ نئی دہلی ۔ ۱۶ فروری ۔ آج بھارت کے وزیر برائے پیداوار شری کے ۔ سی ریڈی نے اعلان کر دیا ۔ کہ بھارت سرکار ملک میں فولاد کا جو تیسرا کارخانہ کھول رہی ہے وہ اڑیسہ کے رورکیلا کے علاقہ میں کھولا جائے گا ۔ یہ کارخانہ ۷۱ کروڑ روپیہ کے خرچ سے لگایا جا رہا ہے ۔ آپ نے یہ بھی اعلان کیا ۔ کہ حکومت ہند نے مدھیہ پردیش معدنیات کے متعلق سروے زیادہ تیز کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ان ذرائع کو اقتصادی اور صنعتی ترقی کے لئے استعمال کیا جا سکے ۔ آپ نے کہا کہ جرمن کی کمپنی کے ٹیکنیکل ماہرین نے فولاد کے کارخانے کے سلسلہ میں بہار مغربی بنگال ۔ مدھیہ پردیش وغیرہ کا دورہ کیا ۔ اور ان صوبوں میں کارخانہ کے قیام کے لئے تجویز کئے گئے مقامات کا معائنہ کیا ہے ۔ انہوں نے صوبائی اور مرکزی حکام کے ساتھ بات چیت اور اپنی کمپنی کے انجینئر ماہرین کے ساتھ مشورہ کے بعد یہ کارخانہ رورکیلا کے مقام پر قائم کرنے کی سفارش کی ہے ۔ حکومت ہند نے اس سفارش اور دیگر تمام پہلوؤں پر مکمل غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ یہ سفارش منظور کر لی جائے ۔

گائیں اور دودھ

تازہ ترین اعداد و شمار سے معلوم ہوا ہے کہ دس برس کے اندر گایوں کی پیداوار میں نو فیصدی اضافہ ہوا ہے ۔ اسکے ساتھ ہی دودھ کی تعداد بھی یقیناً بڑھی ہے چنانچہ پہلے جو گائے چار ہزار کیلوگرام دودھ دیتی تھی ۔ اب پانچ ہزار کسی جگہ چھ ہزار بلکہ کسی جگہ تو ساڑھے چھ ہزار کیلوگرام سالانہ دودھ دیتی ہے ضرورت ہے اس امر کی کہ ہمارے ملک میں بے کار گایوں کی بے سود حفاظت کی بجائے اچھی گایوں کے دودھ بڑھانے کی تدابیر عمل میں لائی جائیں ۔